آئینہ انجمن

ذیقعدہ 1444ھ، جون 2023ء

شمارہ نمبر: 52

رابطہ: 021 - 34993436 - 7

www.QuranAcademy.edu.pk

انجمن خدام القرآن
B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔

اہم موضوعات

ڈاکٹر محمد الیاس
زندگی قربانیوں کا تسلسل ہے — صفحہ نمبر: 03

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
ملفوظاتِ صدر مؤسسِ انجمن خدّام القرآن، کراچی — صفحہ نمبر: 06

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ
اقتباس نگران انجمن خدّام القرآن، کراچی — صفحہ نمبر: 07

محمد ارشد
ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا — صفحہ نمبر: 08

مفتی امان اللہ قائم خانی
ماہ ذی الحجہ اور اہم شرعی مسائل — صفحہ نمبر: 11

راحیل گوہر صدیقی
اسوۂ ابراہیم علیہ السلام اور ہمارا طرز عمل — صفحہ نمبر: 15

شہرام اقبال
قربانی کی حکمتیں اور فضائل — صفحہ نمبر: 19

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ
قرآن حکیم کا انقلابی منشور (خطاب عام، پانچویں قسط) — صفحہ نمبر: 23

ماہانہ رپورٹ
انجمن خدّام القرآن سندھ کے تحت جاری سرگرمیاں — صفحہ نمبر: 26

B-375 علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6 گلشن اقبال، کراچی۔
انجمن خدّام القرآن

فرمان الٰہی جل جلالہٗ
و
فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (التوبۃ)

ترجمہ: خدا کے نزدیک مہینے گنتی میں (بارہ ہیں یعنی) اس روز (سے) کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ کتاب خدا میں (برس کے) بارہ مہینے (لکھے ہوئے) ہیں۔ ان میں سے چار مہینے ادب کے ہیں۔ یہی دین (کا) سیدھا راستہ ہے۔ تو ان (مہینوں) میں (قتال ناحق سے) اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔ اور تم سب کے سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں۔ اور جان رکھو کہ خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

تشریح: پس اللہ کے فرمان کے مطابق تم ان پاک مہینوں کی حرمت کرو۔ ان میں خصوصیت کے ساتھ گناہوں سے بچو۔ اس لیے کہ اس میں گناہوں کی برائی اور بڑھ جاتی ہے جیسے کہ حرم شریف کا گناہ اور جگہ کے گناہ سے بڑھ جاتا ہے۔ فرمان ربانی ہے کہ جو حرم میں الحاد کا ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب دیں گے، اسی طرح سے ان محترم مہینوں میں کیا ہوا گناہ اور دنوں میں کیے ہوئے گناہوں سے بڑھ جاتا ہے۔ اسی لیے حضرت امام شافعی اور علما رحمۃ اللہ علیہم کی ایک بڑی جماعت کے نزدیک ان مہینوں کے قتل کی دیت بھی سخت ہے اسی طرح حرم کے اندر قتل کی اور ذی محرم رشتے دار کے قتل کی بھی دیت سخت ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فیھن سے مراد سال بھر کے کل مہینے ہیں۔ پس ان کل مہینوں میں گناہوں سے بچو خصوصاً ان چار مہینوں میں کہ یہ حرمت والے ہیں ان کی بڑی عزت ہے ان میں گناہ سزا کے اعتبار سے اور نیکیاں اجر و ثواب کے اعتبار سے بڑھ جاتی ہیں۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ان حرمت والے مہینوں کی سزا اور بوجھ بڑھ جاتا ہے، گو ظلم ہر حال میں بری چیز ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے جس امر کو چاہے بڑھا دے، دیکھیے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے بھی پسند فرمالیا فرشتوں میں، انسانوں میں اپنے رسول چن لیے اسی طرح کلام میں سے اپنے ذکر کو پسند فرمالیا اور زمین میں سے مسجدوں کو پسند فرمالیا اور مہینوں میں سے رمضان شریف کو اور ان چاروں مہینوں کو پسند فرمالیا اور دنوں میں سے جمعہ کے دن اور راتوں میں لیلۃ القدر کو پس تمہیں ان چیزوں کی عظمت کا لحاظ رکھنا چاہیے جنہیں اللہ نے عظمت دی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَطَبَ فِي حَجَّتِهِ، فَقَالَ: «إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ».

حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج میں خطبہ پڑھا تو فرمایا: زمانہ پلٹ کر ویسا ہی ہو گیا جیسا تھا، اس دن جس دن بنایا اللہ نے آسمان اور زمین کو (یعنی ہر چند زمانہ بدلتا جاتا ہے لیکن الٹ پلٹ کر پھر وہی مہینا آتا ہے جو گزر گیا، سال بارہ مہینے کا ہے چار ان میں حرام ہیں ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم پے در پے مہینے تینوں اور ایک رجب مضر کا جو جمادی الآخرہ کے اور شعبان کے بیچ میں ہے۔ (ابوداؤد از علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ)

زندگی قربانیوں کا تسلسل ہے

ڈاکٹر محمد الیاس

مدیر تعلیم، انجمن خدام القرآن، سندھ کراچی

اس ارض خاکی پر انسان کے قدم رکھنے کے ساتھ ہی قربانیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ سب سے پہلی قربانی آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل نے پیش کی۔ ارشاد ربانی ہے: " اور (اے پیغمبر) ان کے سامنے آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناؤ۔ جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تھی، اور ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی، اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ اس (دوسرے نے پہلے سے) کہا کہ: میں تجھے قتل کرڈالوں گا۔ پہلے نے کہا کہ اللہ تو ان لوگوں سے (قربانی) قبول کرتا ہے جو متقی ہوں۔ اگر تم نے مجھے قتل کرنے کو اپنا ہاتھ بڑھایا تب بھی میں تمہیں قتل کرنے کو اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ انجام کار تم اپنے اور میرے دونوں کے گناہ میں پکڑے جاؤ، اور دوزخیوں میں شامل ہو۔ اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔ آخر کار اس کے نفس نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کرلیا، چنانچہ اس نے اپنے بھائی کو قتل کرڈالا، اور نامرادوں میں شامل ہوگیا۔" (المائدہ: 30 27)

یہ دنیا کی وہ پہلی قربانی تھی جو ایک نیکوکار بھائی نے اپنے سنگ دل بھائی کے لیے پیش کی۔ اُس دن سے ہی قربانیوں کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس طرح اولادِ آدم کی پوری زندگی قربانیوں کے حصار میں مقید رہتی ہے۔ البتہ ان کی نوعیتیں الگ الگ ہیں۔ کبھی زندگی میں ایسے موقع بھی آتے ہیں جب انسان کو اپنی جان و مال اور عزت و آبرو کو بھی قربان کرنا پڑجاتا ہے۔ کبھی کسی عظیم مقصد کے لیے چھوٹے چھوٹے مقاصد کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ کسی بڑے فائدے کی خاطر کم تر فائدے کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے۔

زندگی کا تضاد یہی ہے کہ اگر انسان آزادی اور خوشی سے ہمکنار ہونا چاہتا ہے تو اسے اپنی بہتری کے لیے کوشش کے ساتھ دوسروں کے لیے بھی ایثار و قربانی اور خدمتِ خلق کے جذبے سے پیش آنا لازمی ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی ایثار و قربانیوں کی لازوال داستان ہے۔ شرک و ضلالت میں ڈوبے معاشرے میں اللہ کے اس خلیل نے ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کو ماننے اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہونے پر اصرار کیا اور اپنے باپ کو بھی اس فعل کی ترغیب دی۔ نتیجتاً باپ کے ساتھ پورا معاشرہ ہی آپ کی جان کا دشمن ہوگیا۔ اور اُن کو نذر آتش کرنے کی کوشش بھی کی مگر اللہ جو ہر شے پر قدرت رکھتا ہے، اُس نے آپ کو کوئی تکلیف اور گزند نہ پہنچنے دی اور آگ کا الاؤ امن و سلامتی کا گلستان بن گیا۔ لیکن حق و صداقت کی بات کرنے کی پاداش میں آپ کو اپنے وطن مالوف کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہنا پڑا۔ مسافرت کے اس کٹھن دور میں ایک جاں سوز اور دل چیرنے والا وہ واقعہ بھی پیش آیا جب آپ علیہ السلام کو اپنے جواں سال لخت جگر کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنے کا حکم ملا، اس کڑے

امتحان میں بھی آپ سرخرو ہوئے۔ اس حکم کا مطلب بیٹے کی جان لینا نہیں بلکہ باپ بیٹے کی بندگی واطاعت کو پرکھنا مقصود تھا۔

اسی طرح قربانیوں کا ایک تسلسل ہے جس میں انسانوں کی جانوں، ان کے احساسات، ان کے جذبات اور ان کے حقوق کے گلے پر چھری پھیری گئی۔ یہ اس دنیا کا خاصّہ ہے کہ حق کے لیے آواز اٹھانے والے اللہ کے ولی اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور باطل اور اسلام سے خبث باطن رکھنے والوں کی قربان گاہوں میں اپنی گردنیں کٹا کر مرتبہ شہادت کے مقام رفیع تک پہنچ جاتے ہیں۔ جب کہ باطل اپنے مکروہ چہروں پر ظلم و ستم اور وحشت و درندگی کی کالک ملتے رہتے ہیں..... قربانیاں اگر حق و انصاف کی خاطر ہوں تو رائیگاں نہیں جاتیں۔ فرمان الٰہی ہے :

"کچھ شک نہیں کہ اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔" (التوبہ: 120)

اگر جابر و ظالم اور انسانیت کے دشمن اپنی ظالمانہ روش اور بہیمیت سے باز نہیں آتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کے وہ بندے جنہیں اللہ نے بخشا ہے ذوقِ خدائی وہ کیسے ظلم و بربریت کے آگے ہتھیار ڈال سکتے ہیں۔ انسانی تاریخ حق و باطل کی اسی پنجہ آزمائی کی داستان ہے۔ قربانیاں تو ہوتی ہی رہیں گی، جانوروں کی بھی اور انسانوں کی بھی۔ جانوروں کی قربانی سنت ابرہیمی کی یاد میں ہوتی ہے اور انسانوں کی قربانیاں اللہ کے سچے دین کو اس سرزمین پر قائم و نافذ کرنے باطل اور اللہ کے دشمنوں کو مٹانے کے لیے دی جاتی رہیں گی۔ ایمان، ولولہ اور دینی حمیت انسان کے خون میں وہ حرارت پیدا کردیتی ہے جس کے سامنے قیصر و کسریٰ نے بھی سر جھکا دیا تھا۔ عظمت و شجاعت کے علم برداروں کی تاریخ ایک ایسا آئینہ ہے جس میں حقیقت اور سچائی ایسے ہی نظر آتی ہے جیسے آسمان پر چمکتا دمکتا سورج!

حکمت و دانش

دل کی کجی

جو لوگ دین اسلام کی دعوت سے بدکتے ہیں اُن کے بدکنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اِس دعوت میں کوئی خرابی ہے بلکہ خود اُن کے دلوں میں خرابی ہے۔ وہ اس عارضی دنیا کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔ اللہ کا ڈر اور قیامت کا خوف ان کے اندر سرے سے ہے ہی نہیں۔ ایسے محروم القسمت لوگوں کو اُن کے حال پر چھوڑو، یہ اُس بڑی آگ میں جائیں گے جو اُن کے لیے تیار ہے۔ یہاں اس سنتِ الٰہیہ کو ذہن میں تازہ کرلیں جس کی وضاحت اس کتاب (قرآن) میں بار بار ہوچکی ہے کہ اللہ تعالی نے فطرتِ انسانی کے اندر ایک نور رکھ دیا ہے، جو لوگ اس کو باقی رکھتے ہیں اُن کو پیغمبر کی دعوت اپنے دل کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ اگر یہ نور کمزور پڑ چکا ہو تب جھنجھوڑنے سے دیر سویر وہ جاگ پڑتے ہیں۔ لیکن جن کے اندر یہ نور بالکل ہی بجھ چکا ہو وہ مردوں کے حکم میں ہیں، اُن کو صورِ اسرافیل کے سوا کوئی چیز بھی نہیں جگا سکتی۔

(جینے کا سلیقہ از لطف الرحمن خان)

حمدِ باری تعالیٰ جل جلالہٗ
و
نعتِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میرے رب کی مجھ پر یہ عنایت ہوئی
کہوں بھی تو کیسے عبادت ہوئی

حقیقت ہوئی جیسے مجھ پر عیاں
قلم بن گیا ہے خدا کی زباں

مخاطب ہے بندے سے پروردگار
تو حسنِ چمن ہے تو ہی رنگِ بہار

تو معراج فن ہے تو ہی رنگ کا سنگھار
مصور ہوں میں تو میرا شاہکار

کہ حور و ملک جنات میں
کیا تجھ کو اشرف المخلوقات

فرشتوں سے سجدہ بھی کروا دیا
کہ تیرے لیے میں نے کیا نہ کیا

غرض کہ سبھی کچھ ہے تیرے لیے
بتا کیا کیا تو نے میرے لیے؟

ابرار احمد کاشف

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہی ایک در ہے سجدہ گاہِ دل ، تو سوچتا کیا ہے
وہیں چل کر کھلے گا زندگی کا مدعا کیا ہے

یہ اُس سرکار کا دربار ہے جس کی حضوری میں
خرد نے خود بخود جانا جنوں کا مرتبہ کیا ہے

مجھے اے کاش! کوئی جالیوں کے پار لے جائے
وفورِ شوق میں حائل یہ حدّ فاصلہ کیا ہے

شبِ معراج سے عقدہ کھلا یہ چشمِ عالم پر
بشر کی ابتدا کیا تھی، بشر کی انتہا کیا ہے

فقط تیرے غلاموں کو ہے اِس عظمت کا اندازہ
کہ پیوندِ قبا کیا ہے، شکستہ بوریا کیا ہے

خرد والے نہ سمجھے ہیں ،نہ سمجھیں گے کبھی الطاف
یہ اہلِ دِل سمجھتے ہیں مقامِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہے

الطاف حسن قریشی

ملفوظاتِ صدرِ مؤسس انجمن خدام القرآن، کراچی

ایمان کی حقیقت

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

ایمان لامحالہ کچھ ماوراء الطبیعاتی حقائق پر یقین کا نام ہے اور اس راہ کا پہلا قدم یہ ہے کہ انسان اَن دیکھی حقیقتوں پر دکھائی دینے والی چیزوں سے زیادہ یقین رکھے اور سَر کے کانوں سے سنی جانے والی باتوں سے کہیں زیادہ اعتماد اُن باتوں پر رکھے جو صرف دل کے کانوں سے سنی جا سکتی ہیں۔ گویا "ایمان بالغیب" اس راہ کی شرطِ اولین ہے اور اس کے لیے فکر و نظر کا یہ انقلاب اور نقطہ نظر اور طرزِ فکر کی یہ تبدیلی لازمی و لابدی ہے کہ کائنات غیر حقیقی اور محض وہمی و خیالی نظر آئے لیکن ذاتِ خداوندی ایک زندہ جاوید حقیقت معلوم ہو۔ کائنات کا پورا سلسلہ نہ از خود قائم معلوم ہو نہ کچھ لگے بندھے قوانین کے تابع چلتا نظر آئے بلکہ ہر آن و ہر سمت ارادہ خداوندی و مشیتِ ایزدی کی کارفرمائی محسوس و مشہود ہو جائے۔ مادہ حقیر و بے وقعت نظر آئے لیکن روح ایک حقیقت کبریٰ معلوم ہو۔ انسان کا اطلاق اُس کے جسدِ حیوانی پر نہ ہو بلکہ اُس روح ربانی پر کیا جائے جس کی بدولت وہ مسجودِ ملائک ہوا۔ حیات دنیوی فانی و ناپائیدار ہی نہیں بالکل غیر حقیقی و بے وقعت معلوم ہو اور حیاتِ اخروی ابدی و سرمدی اور حقیقی و واقعی نظر آنے لگے۔

(اسلام کی نشاۃ ثانیہ، کرنے کا اصل کام)

اقتباس نگرانِ انجمن خدام القرآن، کراچی

اطاعت رسول ﷺ

شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

ہم لوگ اقامتِ دین کی جدوجہد کر رہے ہیں لیکن اللہ کی توفیق سے اور لوگ بھی کر رہے ہیں۔ دیگر اجتماعیتوں، تحریکوں اور شخصیات کے بارے میں ہمارا دل وسیع ہونا چاہیے۔ علمی اختلاف ہونا ایک الگ شے ہے مگر دل میں وسعت کا ہونا بھی ضروری ہے کہ کوئی دین کا کام کر رہا ہے تو وہ میرا بھائی ہے۔ وہ گویا ہمارا ہی مشترکہ کرنے کا کام ہے۔ جہاں تک علمائے کرام کا ساتھ نہ دینے کا معاملہ ہے تو اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے کتابچے "تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر" میں فرماتے ہیں کہ دین کے احیا کا عمل بہت وسیع اور بسیط ہے اور اس میں بہت سارے شعبہ جات اور گوشے ہیں۔ بعض مرتبہ ایک شعبہ کا کام دوسرے شعبہ سے بظاہر متضاد نظر آتا ہے مگر جب دین کا وسیع تصور سامنے ہو تو یہ سب ایک دوسرے کے لیے complement کا کام کر رہے ہوتے ہیں۔

بہر حال مشترکات پر ہماری ایک آواز بلند ہونی چاہیے۔ جیسے سود کے خاتمہ کی بات ہے. جس نے ہماری قوم کا جو حال کر دیا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ سود کا خاتمہ تو سب کے نزدیک متفق علیہ ہے تو ہم کہیں گے کہ تنظیم اسلامی ہو، جماعتِ اسلامی ہو یا دیگر جماعتیں ہوں اس نکتے پر سب کی ایک آواز بلند ہونی چاہیے۔ پھر بے حیائی کا طوفان ہے. جس نے ہماری اقدار کا ستیاناس کر دیا اس طوفان کے سامنے بند باندھنے کے لیے ہماری ایک آواز بلند ہونی چاہیے۔

(رفقائے تنظیم واحباب کے سوال وجواب کی نشست)

تاجِ رسالتؐ کے انمول نگینے

اُمُّ المؤمنین سیدہ خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

محمد ارشد

(استاذ قرآن اکیڈمی یٰسین آباد)

ہماری ماؤں میں سے ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنو اسد سے تھا جو اپنی شرافت، معاملہ فہمی، ایمانداری اور کاروباری دیانت داری کی وجہ سے قابل احترام سمجھا جاتا تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب چوتھی پشت میں اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ بنو اسد کے ایک ممتاز و محترم تاجر خویلد بن اسد کے گھر میں جنم لینے والی ہماری ماں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بچپن ہی سے انتہائی نیک فطرت اور شریف الطبع خاتون تھیں، حسن اخلاق کا پیکر، رحم دلی، صلہ رحمی، غریب پروری، اور سخاوت جیسی صفات عالیہ سے متصف آپ زمانہ جاہلیت میں بھی طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔ صاحب ثروت گھرانے میں پرورش پانے کی وجہ سے دولت وثروت بھی حاصل تھی اور حسن صورت وسیرت میں بھی ممتاز تھیں۔ آپ کی پہلی شادی ابوہالہ ہند بن نباش تمیمی سے ہوئی، ابوہالہ کے انتقال کے بعد آپ عتیق بن عابد مخزومی کے عقد میں آئیں کچھ عرصہ کے بعد ان کا بھی انتقال ہوا تو آپ اپنا زیادہ وقت حرم کعبہ میں گزارنے لگیں جس کی برکت سے مزاج مبارک میں نظافت وشرافت میں مزید اضافہ ہوگیا۔ قریش کے کئی اکابر سرداروں نے آپ کو نکاح کا پیغام دیا لیکن سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب کو انکار کر دیا۔ اُدھر آپ کے والد نے پیرانہ سالی کے باعث اپنا سارا کاروبار آپ کے سپرد کردیا۔ تیس سال کا سن شریف تھا جب آپ نے والد کا کاروبار سنبھالا۔ آپ حجاز مقدس کی سب سے زیادہ مالدار خاتون تھیں جن کا سامان تجارت عرب سے باہر شام ویمن میں سال میں دو مرتبہ جاتا تھا۔ کئی محدثین کا کہنا ہے کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت مکہ کے سارے تجارتی قافلوں کے سامان کے برابر ہوتا تھا۔ صنف نازک ہونے کے باعث آپ کے لیے تجارتی اسفار ممکن نہ تھے اس لیے آپ یا تو اپنی نیابت کے لیے تنخواہ پر کسی کو ملازم رکھتیں نفع یا نقصان دونوں صورتوں میں ان کو ان کی اجرت ادا کی جاتی۔ یا نفع میں ان کو نصف، تہائی، یا چوتھائی کے تناسب سے شامل کرلیا جاتا۔ اگر نفع ہوتا تو وہ اپنا حصہ لے لیتے جبکہ نقصان کی صورت میں تمام نقصان آپ برداشت کرتیں۔ مکہ کے اس ماحول میں جہاں آپ کو طاہرہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا وہیں اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الصادق اور الامین کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ غرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت ودیانت کا ذکر خیر آپ تک بھی پہنچا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا سامان تجارت لے کر شام جائیں۔ اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درخواست قبول فرمائی۔ اس تجارتی سفر میں اللہ تعالی نے بے حد برکت عطا فرمائی اور پہلے سے دوگنا نفع ہوا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ سفر میں ساتھ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزانہ اخلاق، کریمانہ سیرت، اور معاملہ فہمی کا مشاہدہ کر رہا تھا اور واپسی میں اپنے اس مشاہدے کا برملا اظہار آپ کی خدمت میں کیا۔ اُدھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تجارتی معاملات کا بڑا احسن حساب پیش کیا جس سے آپ نہایت متاثر ہوئیں۔ آپ نے محسوس کیا کہ رفیق حیات کے لیے جس ہستی کی آپ منتظر

تھیں محمد ﷺ ہی وہ ہستی ہیں چنانچہ آپ نے نفیسہ بنت امیہ کو نکاح کا پیغام دے کر آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔
آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب سے ذکر کیا جنھوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا تو اللہ کے نبی کریم ﷺ نے اس رشتے کو قبول فرمالیا۔
نبی کریم ﷺ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور جناب ابو طالب کی معیت میں آپ کے گھر تشریف لائے۔ خطبہ نکاح جناب ابو طالب نے پڑھایا جس میں نبی کریم ﷺ کے کریمانہ اوصاف، علو مرتبہ، اور عزو شرف کا ذکر کیا۔ ۵۰۰ درہم مہر مقرر ہوا۔ بوقت نکاح نبی کریم ﷺ کا سن شریف ۲۵ سال جبکہ اماں خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ۴۰ سال تھا۔ یہ آپ ﷺ کا پہلا نکاح تھا جو ظہور نبوت سے ۱۵ سال پہلے ہوا۔ اللہ کے نبی کریم ﷺ کو اپنے شریک زندگی کے طور پر منتخب کرنے کی وجہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں۔
"اِنِّی رَغِبْتُ فِیكَ لِحُسْنِ خُلُقِكَ وَصِدْقِ حَدِیثِكَ"
"میں نے آپ کو آپ کے حسن اخلاق اور زبان کی سچائی کی وجہ سے اپنے لیے منتخب کیا ہے۔"
آپ کے فضائل و مناقب میں سب سے مشہور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جبرائیل امین نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا "اے اللہ کے رسول ﷺ یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا تشریف لا رہی ہیں ان کے ہاتھ میں ایک برتن ہے جس میں کھانا ہے یہ جب آپ ﷺ کے پاس تشریف لائیں تو ان کو ان کے پروردگار کی طرف سے سلام پہنچایئے اور میری طرف سے بھی اور ان کو جنت میں موتیوں سے بنے ایک گھر کی خوشخبری دیجیے، جس میں نہ شور و شغب ہوگا نہ زحمت و مشقت۔"
سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "دنیا کی عورتوں میں سب سے بہتر خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔"
اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج میں سے مجھے کسی پر ایسا رشک نہیں آیا جیسا خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آیا حالانکہ میں نے ان کو دیکھا نہیں لیکن آپ ﷺ ان کو بہت کثرت سے یاد کرتے تھے۔ کبھی کبھی آپ ﷺ بکری ذبح فرماتے پھر اس میں سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہلیوں کو بھیجتے۔ سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے آپ ﷺ کی ساری اولاد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئی جن میں قاسم رضی اللہ عنہ، زینب رضی اللہ عنہا، عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقیہ رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا، اور فاطمہ رضی اللہ عنہا شامل ہیں۔ نکاح کے بعد آپ کی پوری حیات طیبہ وفا شعاری، ہمدردی و غمگساری، اور ایثار و قربانی کی ایک تابناک مثال ہے اور بلاشبہ رہتی دنیا تک کی بیویوں کے لیے اسوہ حسنہ ہے۔ ظہور نبوت کے پہلے تجربے کے نتیجے میں جب نبی کریم ﷺ انتہائی گھبراہٹ کے عالم میں تشریف لائے اور فرمایا "زَمِّلُونِی زَمِّلُونِی خَشِیْتُ نَفْسِیْ" تو بغیر کسی گھبراہٹ کے بڑے باوقار انداز میں آپ ﷺ کو ان الفاظ میں تسلی دی "اللہ کی قسم اللہ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے کسوں کی دست گیری کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں، مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں"۔ پوری امت میں آپ نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے والی ہیں۔ اپنی پوری دولت اور اپنے غلام زید کو اللہ کے نبی کریم ﷺ کے قدموں میں نچھاور کر کے آپ ﷺ کو دین اسلام کے قیام کے مشن میں گھریلو معاشی ذمہ داری سے آزاد کر دیا۔ جب تک آپ بقید حیات رہیں آپ ﷺ نے دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔ ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ۲۴ سال تک نبی کریم ﷺ کی وفادار، غمخوار شریک حیات رہیں اور ہجرت سے ۳ سال پہلے ۶۴ سال کی حیات طیبہ پا کر ۱۰ رمضان المبارک کو مکہ میں وفات پا گئیں۔ آپ ﷺ نے حجون میں آپ کو اپنے دست مبارک سے قبر میں اتارا۔

ISLAMIC DAY CAMP
Air Conditioned ClassRoom
Topics
(For Boys)
Fire Fighting
Sports
Islamic Apps & Website
Life of Prophet
Qassas ul Anbiya
Iqbaliyat
Manners of Life
Hifz & Nazra
Islamic Believes & Basics Jurisprudence
Extra Curricular Activities (For Boys & Girls)
(For Girls)
Calligraphy
Mehndi
My Home My Responsiblity
Ahadees
Purity And Prayer
Seerat-e-Sahabiyat
Special Workshops
Limited Seats Available
Admission on First Come First Basis
Age: 13 to 16 Years
Days: Monday to Thursday
Timings: 02:30pm to 05:00pm
Duration: 7 Weeks
Fee 1500/=
Starting From 5th June 2023
Venue
QuranAcademyYaseenabad, Block9 FB Area, Karachi 0331-7292223

نگران:
شجاع الدین شیخ
مؤسس:
ڈاکٹر اسرار احمد
ISLAMIC SUMMER CAMP
FROM: 5 June 2023
only for Boys
Topics
Seerat un Nabi
Qasas ul Anbiya
Taharat and Namaz
Manner of Life
Special Lectures
Games and Trips
For Secondary Classes
Days: Monday to Thursday
Timing: Morning 10am to 12:30pm
Duration: 3 Weeks only
Venues:
قرآن اکیڈمی کورنگی
متصل طیبہ مسجد، سیکٹر 35/A، زمان ٹاؤن،
کورنگی نمبر 4، کراچی
021-35074664
0332-0200999
قرآن مرکز لانڈھی
نزد رضوان سوئٹس (بابر مارکیٹ)
0333-2815528

ماہ ذی الحجہ اور اہم شرعی مسائل

مفتی امان اللہ خان قائم خانی

استاذو مسئول شعبہ تصنیف و تالیف، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

ذوالحجہ کے پہلے دس دن بڑی ہی فضیلتوں والے ہیں، حدیث شریف کے مطابق ان دنوں میں کیا جانے والا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرے دنوں میں کیے جانے والے اعمال کے مقابلے میں زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذوالحجہ کی پہلی دس راتوں کی قسم کھائی ہے، جس سے ان کی عظمت اور بڑائی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، ان دنوں میں (دس ذوالحجہ کے علاوہ، کہ اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں) ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے، اور نویں ذوالحجہ کے دن روزہ رکھنے کو ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ قرار دیا گیا ہے۔ (گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں، اور ان کی معافی بھی اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے)۔

عشرہ ذی الحجہ کے مسائل:

مسئلہ: ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے لے کر قربانی ہونے تک، قربانی کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ اپنے ناخن اور بال نہ کاٹے، البتہ اگر ضرورت سے زائد بال یا ناخن کاٹے ہوئے چالیس دن ہو گئے یا مونچھیں ہونٹ کے اوپر والے کنارے پر آنے لگیں تو ان کا کاٹنا ضروری ہے۔

تکبیر تشریق کے مسائل:

اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ اللّٰہُ أَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

مسئلہ: 09 ذوالحجہ کی نماز فجر کے بعد سے 13 ذوالحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے فوراً بعد ایک مرتبہ تکبیر تشریق کہنا واجب ہے، نیز نماز عید کے بعد بھی یہ تکبیر کہی جائے۔

مسئلہ: تکبیر تشریق ہر ایک پر لازم ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، شہر میں ہو یا دیہات میں، شرعی مسافر ہو یا مقیم، تنہا نماز پڑھنے والا ہو یا جماعت کے ساتھ، اور جماعت کی صورت میں تمام رکعتیں پانے والا ہو یا بعض، اور حجاج کرام بھی اپنی نمازوں کے بعد اس کا اہتمام رکھیں۔

مسئلہ: تکبیر تشریق سلام کے فوراً بعد کہنا ضروری ہے، لہذا اگر سلام پھیرنے کے بعد نماز کے خلاف کوئی کام کر لیا (مثلاً کسی سے کوئی بات کر لی) تو تکبیر کا وقت نکل گیا، اب توبہ و استغفار ہی ضروری ہے۔

مسئلہ: مرد حضرات درمیانی بلند آواز سے تکبیر کہیں اور خواتین آہستہ آواز سے۔

مسئلہ: مسبوق (جو جماعت میں ایک یا زیادہ رکعتوں کے نکل جانے کے بعد شامل ہوا ہو) اور منفرد (تنہا نماز پڑھنے والا) یا تکبیر تشریق کہتے نہیں،

یا آہستہ آواز سے کہتے ہیں، نیز عورتیں بھی عام طور سے تکبیر تشریق کہنا بھول جاتی ہیں، اس کی اصلاح ضروری ہے۔

عید گاہ جاتے ہوئے راستے میں تکبیر تشریق کہنا مستحب ہے۔

قربانی کے مسائل:

ہر وہ عاقل، بالغ، مقیم (جو شرعاً مسافر نہ ہو) مسلمان مرد یا عورت (جس کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا، یا ساڑھے باون تولہ چاندی، یا اس کے برابر نقد رقم یا مالِ تجارت (وہ مال جس کو بیچنے ہی کی نیت سے خریدا گیا ہو اور وہ نیت برقرار بھی ہو) یا بنیادی ضرورت اور اصل حاجت سے زائد سامان ہو، یا ان سب (سونا، چاندی، نقد رقم، مال تجارت اور ضرورت سے زائد سامان) کا مجموعہ یا ان میں سے بعض کا مجموعہ اس کی ملکیت میں ہو، اور قرضوں کو منہا (مائنس) کرنے کے بعد اس مجموعے کی مالیت، قیمت فروخت کے اعتبار سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے، تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔

مسئلہ: کھانے پینے کی ضرورت کا سامان، غلہ اور اناج وغیرہ، رہائشی مکان، گھر کے استعمال کی ضروری چیزیں (کھانے پینے کے برتن، چولہا، واشنگ مشین، فریج وغیرہ)، ضرورت کی سواری (موٹر سائیکل، کار وغیرہ)، استعمال کے کپڑے، مزدوروں اور کاریگروں کے لیے ان کے آلات واوزار، یہ سب چیزیں ضرورت میں داخل ہیں۔

مسئلہ: رہائشی مکان کے علاوہ اگر کوئی مکان ہے، خواہ وہ خالی ہو، کرائے پر ہو، یا ویسے ہی کسی کو رہنے کے لیے دیا گیا ہو، ضرورت سے زائد سامان میں داخل ہے، البتہ اگر مکان (یا اور کسی چیز مثلاً گاڑی وغیرہ) کو کرائے پر دیا ہے، اور کرائے سے ضروری اخراجات پورے ہو رہے ہیں تو وہ مکان (یا دوسری چیز) ضرورت میں داخل ہے۔

مسئلہ: ناول، افسانے، ڈائجسٹ اور غیر متعلقہ کتابیں (مثلاً غیر عالم کے لیے علم دین کی وہ کتابیں جو عوام کی ضرورت کی نہیں، یا ڈاکٹری اور انجینیرنگ کی کتابیں اس شخص کے لیے جو ڈاکٹری یا انجینیرنگ سے وابستہ نہ ہو) ضرورت سے زائد سامان میں داخل ہیں۔

مسئلہ: کمپیوٹر وغیرہ اگر تعلیمی، کاروباری یا اس جیسی ضروریات کے لیے ہوں تو ضرورت سے زائد سامان میں داخل نہیں۔

مسئلہ: اگر ضروری استعمال صرف ایک موبائل کا ہے تو ایک سے زائد موبائل ضرورت سے زائد سامان میں داخل ہے۔

مسئلہ: محض خوبصورتی کی اور سجاوٹ کی چیزیں (مثلاً فانوس پینٹنگز، ایکوریم وغیرہ) ضرورت سے زائد سامان میں داخل ہیں۔

مسئلہ: پرندے (طوطے، کبوتر وغیرہ) اگر تجارت کی نیت سے خریدے ہیں اور وہ نیت برقرار ہے تو مال تجارت میں شامل ہیں، اور اگر شوقیہ پالے ہوئے ہیں تو ضرورت سے زائد سامان میں داخل ہیں۔

مسئلہ: قربانی کے تین دنوں میں سے آخری دن سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے بھی اگر کوئی شخص نصاب کا مالک ہو جائے تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔

مسئلہ: قربانی کے واجب ہونے کے سلسلے میں گھر کے ہر بالغ فرد کی ملکیت الگ الگ دیکھی جائے گی، اگر کسی گھر میں ایک سے زائد افراد کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال موجود ہو، تو ہر ایک پر الگ الگ قربانی واجب ہوگی۔

مسئلہ: وہ مال جس کی وجہ سے قربانی واجب ہوتی ہے، اس میں اگر کئی حصہ دار ہوں، تو ان میں سے جس کا حصہ تنہا یا دوسرے اموال (سونا چاندی وغیرہ) کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچ جائے، اس پر قربانی واجب ہے۔

مسئلہ: اگر اولاد پر یا بیوی پر قربانی واجب ہے، تو اس کی ادائیگی ان ہی پر ضروری ہے، والد یا شوہر پر نہیں، البتہ اگر ان سے اجازت لے کر ان کی

طرف سے قربانی کی جائے تو ادا ہو جائے گی۔ اور جس علاقے میں اپنے متعلقین کی طرف سے قربانی کا رواج ہو، وہاں بغیر اجازت بھی ان کی طرف سے قربانی درست ہے۔

مسئلہ: اگر اولاد میں سے کوئی نابالغ ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں، نیز اس کے مال سے قربانی کرنا جائز بھی نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی کو قرض دیا ہوا ہے تو قربانی کی ادائیگی کے لیے مقروض سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ ضروری ہے، لیکن اگر قرض وصول نہ ہو اور ضرورت سے زائد اتنا سامان بھی نہ ہو جس کو بیچ کر قربانی کر سکے تو قربانی واجب نہیں۔

قربانی کے تین دن ہیں: دس، گیارہ اور بارہ ذی الحجہ۔ دس ذوالحجہ کے دن بقر عید کی نماز کے بعد سے بارہویں ذوالحجہ کے سورج غروب ہونے تک قربانی کر سکتے ہیں، لیکن سب سے افضل پہلا دن ہے، پھر دوسرا، اور پھر تیسرا دن۔ اگر کوئی شخص ایسے دیہات میں رہتا ہو جہاں عید کی نماز واجب نہیں ہوتی وہاں صبح صادق کے بعد قربانی کرنا درست ہے۔

مسئلہ: قربانی جس جگہ کی جائے اس مقام کا اعتبار ہے، چنانچہ اگر دیہات میں قربانی کی جائے تو صبح صادق کے بعد بھی کی جا سکتی ہے، خواہ شہری لوگوں (جن پر نماز عید واجب ہے) کا اس میں حصہ ہو تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ: جو حاجی حج تمتع یا قران کی قربانی کرتا ہے، اگر ایام عید میں مسافر نہیں، مقیم ہے تو عید الاضحیٰ کی قربانی کرنا بھی اس پر واجب ہے۔

مسئلہ: ایک ملک والا شخص اپنی قربانی دوسرے ملک میں کرے تو احتیاط اسی میں ہے کہ قربانی کرنے والے کے یہاں اور مقام قربانی دونوں جگہ ایام عید ہوں تب ہی اس جانور کو قربان کیا جائے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے دس، گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کے دنوں میں سے کسی دن میں قربانی نہیں کی تو اگر وہ صاحب نصاب ہے (جس کی تفصیل اوپر آچکی) تو اس پر ایک درمیانے بکرے کی قیمت کا صدقہ کرنا ضروری ہے، اور اگر وہ صاحب نصاب نہیں ہے، لیکن قربانی کا جانور قربانی کی نیت سے خرید چکا ہے اور پھر کسی وجہ سے ان تین دنوں میں قربانی نہیں کر سکا، تو اس پر اپنے خریدے ہوئے جانور کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب تھی، اگر اس نے قربانی کا جانور خرید لیا، پھر وہ جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا یا مر گیا، تو ضروری ہے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے۔ اگر دوسری قربانی کے بعد گم یا چوری ہو جانے والا جانور مل جائے تو بہتر ہے کہ اس کی بھی قربانی کر دے لیکن اس کی قربانی اس پر واجب نہیں۔ اور اگر یہ شخص غریب ہے، اس پر پہلے سے قربانی واجب نہ تھی، نفلی طور پر اس نے قربانی کے لیے جانور خرید لیا، پھر وہ جانور مر گیا یا گم ہو گیا، تو اس کے ذمے دوسری قربانی واجب نہیں، البتہ اگر گم شدہ جانور قربانی کے دنوں میں مل جائے تو اس کی قربانی کرنا واجب ہے اور قربانی کے دنوں کے بعد ملے تو اس جانور کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: قربانی کی کوئی قضا نہیں ہوتی، بلکہ جتنے گذشتہ سالوں کی قربانی رہ گئی ہے، اس کے بدلے میں توبہ و استغفار اور ہر سال کی قربانی کے بدلے ایک درمیانے بکرے کی قیمت صدقہ کر دے۔

قربانی کا جانور اور اس کی عمر:

قربانی میں صرف بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ، گائے اور بھینس ہی ذبح کرنا درست ہے خواہ یہ جانور نر ہوں یا مادہ، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی درست نہیں۔ گائے، بھینس کی عمر قمری سالوں کے اعتبار سے کم از کم دو سال ہونا ضروری ہے، اونٹ کی عمر کم از کم پانچ سال اور بقیہ جانوروں کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔ البتہ بھیڑ یا دنبہ دیکھنے میں اتنا موٹا تازہ ہو کہ وہ ایک سال کے جانوروں کے برابر معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

مسئلہ: اگر جانور بیچنے والا شخص جانور کی عمر پوری بتاتا ہو اور اس کی بات دل کو جھوٹی نہ لگتی ہو تو اس کی بات پر اعتماد کر کے جانور کی قربانی کرنا جائز ہے۔ جانور کے دو دانت ہونا کچھ ضروری نہیں۔

مسئلہ: گائے، بھینس اور اونٹ وغیرہ کی قربانی میں ایک سے زائد افراد بھی شرکت کر سکتے ہیں، زیادہ سے زیادہ شرکا کی تعداد سات ہو سکتی ہے۔ اگر شرکا سات سے زائد ہوئے تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ: قربانی کے حصوں کے ساتھ عقیقہ یا ولیمہ مسنونہ کا حصہ رکھنا بھی جائز ہے، اس سے قربانی پر کچھ فرق نہیں پڑتا۔

مسئلہ: قربانی میں تمام شرکا کا مال حلال ہونا اور نیت محض تقرب الی اللہ ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی ایک شریک کا بھی مال حرام ہو، یا اس کی نیت محض گوشت کا حصول ہو یا نیت یہ ہو کہ گوشت کو اچھی قیمت پر بیچ کر مال کماؤں گا تو کسی شریک کی قربانی درست نہ ہوگی۔

کون سے جانور کی قربانی درست ہے؟

1: قربانی کا جانور صحیح سالم اور عیبوں سے پاک ہونا چاہیے، خاص طور پر ہر ایسے عیب سے جس کی وجہ سے جانور کی منفعت یا خوب صورتی مکمل طور پر زائل ہو جائے، اگر ایسا کوئی عیب پایا جائے تو قربانی ہی جائز نہیں۔

2: ایسا عیب دار جانور جس کا عیب خوب ظاہر اور بہت زیادہ ہو، اس کی قربانی درست نہیں ہوتی۔

3: اندھے، کانے اور لنگڑے جانور کی، نیز ایسے جانور کی جس کے کان یا دم کا ایک تہائی یا اس سے زیادہ حصہ کٹ گیا ہو، یا پیدائش ہی سے اس کی دم یا کان نہ ہو، یا دانت بالکل نہ ہوں، یا زیادہ دانتوں کے گر جانے یا گھس جانے کی وجہ سے وہ چارہ نہ کھا سکتا ہو، قربانی جائز نہیں۔

4: ایسے کمزور جانور کی قربانی جس کی ہڈیوں میں گودا بالکل نہ رہا ہو، جائز نہیں۔

5: جو جانور تین پاؤں پر چلتا ہو اور اس کا چوتھا پاؤں نہیں ہے، یا ہے تو سہی مگر اس سے چل نہیں سکتا یعنی چلنے میں اس سے کچھ سہارا نہیں لیتا تو اس کی قربانی درست نہیں۔ اور اگر چاروں پاؤں سے چلتا ہے، مگر کسی پاؤں میں کچھ لنگڑا پن ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

اسوۂ ابراہیم علیہ السلام اور ہمارا طرز عمل

راحیل گوہر صدیقی

معاون شعبہ تصنیف و تالیف قرآن اکیڈمی یاسین آباد

فضا سوگوار ہے، ہوائیں دم بخود، زمین ساکن اور چشمِ فلک حیرت زدہ ہے کہ اللہ کی زمین کے ایک حصے پر اپنے جواں سال، خوبرو اور زندگی کی تمام رعنائیوں سے بھرپور بیٹے کو اوندھے منہ لٹایا ہوا ہے اور اپنے نحیف و نزار ہاتھ میں چمکتی ہوئی تیز دھار چھری کو اس کے گلے پر رکھا ہوا ہے جو کسی بھی لمحہ اس کو کاٹ سکتی ہے..... بیٹا فرمانبرداری، سعادت مندی اور شکر و سپاس کا پیکر بنا آنکھیں بند کیے منتظر ہے کہ کب اُس کا باپ اُس کے گلے پر چھری پھیرے۔

صبر و ثبات اور سعادت و نیک بختی کا یہ کیسا منظر تھا۔ آخر یہ کیسا امتحان تھا؟ یہ کون سی کڑی آزمائش تھی جس میں باپ بیٹا مبتلا تھے؟ آخر یہ دونوں کس منزل کے مسافر تھے جنہیں آزمائش کی اس جان سوز اور روح فرسا بھٹی سے گزارا جا رہا تھا۔ عظمت و عزیمت کے یہ کوہِ گراں آخر کون تھے جو ایثار و قربانی کی معراج کو چھو رہے تھے۔ وہ کون سا ایسا جذبہ تھا جس کے جنوں نے ایک باپ کو اپنی پدری شفقت سے محروم کر دیا تھا۔ اور یہ کیسی سعادت مندی اور آدابِ فرزندی تھے جس نے بیٹے کو زندگی جیسی قیمتی متاع کو جانِ آفریں کے سپرد کر دینے پر آمادہ کیا ہوا تھا۔ بالآخر باپ نے چھری پر اپنی گرفت مضبوط کی اور بیٹے کے گلے پر اُس کی دھار رکھ دی اور چاہا کہ گلا کاٹ دے۔ آسمان لرزنے لگا زمیں تھرا اٹھی، یوں لگا گویا کائنات کی تمام گردشیں یک لخت تھم گئی ہوں، ایک شفیق باپ کے ہاتھ سے اپنے چہیتے بیٹے کا ذبح ہونا بھلا وہ علیم و قدیر ہستی کیسے گوارہ کر سکتی تھی جو اپنے بندوں سے ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتی ہے۔ اس دردناک منظر کا صرف ایک ہی مقصد تھا..... اور وہ تھا اس پیرانہ سالی میں اپنے خلیل اپنے پیغمبر ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے سعادت مند سپوت کا کڑا امتحان لینا، باپ بیٹے کے جذبہ ایثار و قربانی کو جانچنا تھا۔ ایک کا امتحان اپنے لختِ جگر کو اللہ کی راہ میں قربان کرنا تھا جب کہ دوسرے کا امتحان اُس کی زندگی جیسی گراں مایہ شے کو اللہ کی رضا میں لُٹا دینا تھا۔ دونوں اس کڑی آزمائش اور بھاری امتحان میں کامیاب ہوئے اور امتحان لینے والا ہی بالآخر پکار اٹھا:

وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۙ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ (الصفت: 111 104)

"اور ہم نے انہیں آواز دی کہ اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک کھلا ہوا امتحان تھا اور ہم نے ایک عظیم ذبیحہ کا فدیہ دے کر اُس بچے کو بچا لیا اور جو لوگ اُن کے بعد آئے، اُن میں یہ روایت قائم کی (کہ وہ کہا کریں گے کہ) سلام ہو ابرہیم پر! ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں۔ یقیناً! وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔"

اس آیت کی تشریح میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی "تفہیم القرآن" کی جلد چہارم میں لکھتے ہیں :

"یہاں "بڑی قربانی" سے مراد بائیبل اور دیگر اسلامی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک مینڈھا تھا جو اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے نے ابراہیم علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تاکہ بیٹے کے بدلے میں اس کو ذبح کردیں۔ اور اسے اللہ تعالیٰ نے ایک بے نظیر قربانی کی نیت پوری کرنے کا وسیلہ بنادیا۔ اس کے علاوہ اسے "بڑی قربانی" قرار دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ سنت جاری کردی کہ اسی تاریخ کو تمام اہلِ ایمان دنیا بھر میں جانور قربان کریں اور وفاداری، جاں نثاری کے اس عظیم الشان واقعہ کی یاد تازہ کریں۔"

چنانچہ اللہ نے ایک مینڈھا ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ارجمند کے بدلے قربان کروادیا۔ اور اس طرح قیامت تک کے لیے اس سنت ابراہیمی کو مسلمانوں پر واجب کر دیا۔ "سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا : اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان قربانیوں کی حقیقت کیا ہے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔" (مسند احمد، ابن ماجہ)

گویا جانوروں کی قربانیاں اصلاً علامت ہیں امت مسلمہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور تسلیم و رضا کی، یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں اس کی اصل غرض و غایت یہ بیان کی گئی ہے : لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ (الحج: 37)

"اللہ کو قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا نہ ان کے خون، بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔"

ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش کا یہ صرف ایک منظر تھا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اُن کی تو پوری زندگی ہی نت نئی آزمائشوں کی داستانِ عزیمت ہے۔ زندگی میں چند ساعتیں بھی تو ایسی میسر نہ ہوئیں جب اللہ کے اس بطل جلیل نے سکھ کا سانس لیا ہو۔ آپ نے جس معاشرے میں آنکھ کھولی وہ اپنے عقائد و نظریات میں پوری طرح سے کفر و شرک کی غلاظت میں لتھڑا ہوا تھا۔ تورات میں درج ہے کہ ابراہیم علیہ السلام عراق کے شہر اُور کے باشندے اور اہلِ قدّان میں سے تھے اور اُن کی قوم بت پرست تھی۔ انجیل برناباس میں تصریح ہے کہ اُن کے باپ نجار تھے اور اپنی قوم کے مختلف قبائل کے لیے لکڑی کے بت بناتے اور فروخت کیا کرتے تھے۔ اُن کی فطرتِ سلیمہ اور عقلِ صحیحہ نے انہیں جلد ہی یہ بات سمجھادی کہ کفر و شرک کا سب سے بڑا مرکز تو اُن کا اپنا گھر بنا ہوا ہے۔ اس لیے فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ دعوتِ حق اور پیغامِ صداقت اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی شروعات اپنے گھر سے ہی ہونی چاہیے، اس لیے سب سے پہلے انہوں نے اپنے باپ آزر ہی کو مخاطب کیا :

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (الانعام: 74)

"اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا، کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے، میں تجھ کو اور تیری قوم کو کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔"

پھر انہوں نے ہر ڈوبنے والی چیز، چمکتے دمکتے چاند، سورج اور ستاروں کا طلسم توڑ کر اپنا اور اپنی زندگی کا رخ صرف ایک اللہ کی طرف کرلیا اور سب سے بڑھ کر صرف اللہ کی محبت دل میں جاگزیں کرلی تھی۔ صرف اسی کو طلب و سعی کا مرکز و محور بنالیا تھا۔ اُن کی توجہ اور وابستگی میں اللہ کے سوا اور کوئی رخ تھا اور نہ شریک! بالآخر اس مشرک و سرکش قوم کے درمیان رہتے ہوئے ہی انہوں نے ایک نعرۂ رندانہ لگایا :

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (الانعام: 79)

"بلاشبہ میں نے یکسو ہو کر اپنا چہرہ اُس کی طرف پھیر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں نہیں ہوں"

چنانچہ شرک سے بیزاری کے اس اعلان کی گونج اُس وقت کے مطلق العنان مشرک اور جابر بادشاہ کے ایوانوں سے جا ٹکرائی تو ایک ہلچل سی مچ گئی، کفر و الحاد کے اس بحرِ مردار میں جوار بھاٹا آگیا۔ خود ساختہ معبودوں کی توہین اور وحدہٗ لاشریک کو ماننے پر اصرار نے پوری قوم کو غیض و

غضب کی آگ میں جھلسا دیا۔ فیصلہ ہوا اِس سرکش اور گمراہ انسان کو نذرِ آتش کر دیا جائے تاکہ ہمیشہ کے لیے یہ قصہ ہی ختم ہو جائے۔ لیکن سلام ہے ابراہیم علیہ السلام کی ہمت و عزیمت کو کہ پیشانی پر فکر و تردد کی ایک شکن بھی نمودار نہ ہوئی۔ حبّ الٰہی کی یہ تپش اور جذب و آگہی کی یہ بلند پروازی، عقل و خرد کی تمام حدیں اس طرح پار کر گئیں کہ خود عقل انگشت بدنداں رہ گئی۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی!

ابراہم علیہ السلام کو آگ کے بہت بڑے الاؤ میں پھینک دیا گیا۔ لیکن مارنے والے سے بچانے والا زیادہ قوی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بھڑکتی اور دہکتی آگ کو ابراہیم کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی بخشنے والی بنا دیا۔ اس آزمائش میں سرخرو ہونے کے بعد اب ابراہیم علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے کہیں اور جا کر پیغامِ الٰہی سنائیں اور دعوتِ حق اللہ کے بندوں کو پہنچائیں۔ یہ سوچ کر آپ نے قدّان سے ہجرت کا ارادہ فرمایا اُن کا قول قرآن میں یوں نقل ہوا ہے: وَقَالَ اِنِّیۡ ذَاہِبٌ اِلٰی رَبِّیۡ سَیَہۡدِیۡنِ ﴿۹۹﴾ (الصافات: 99)

"اور (ابراہیم علیہ السلام نے) کہا میں اپنے ربّ کی طرف ہجرت کر رہا ہوں یقیناً وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔"

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کا یہی موڑ ہے جہاں سے اُن کی ہجرت اور مسافرت کا دور شروع ہوتا ہے۔ آج شام میں ہیں تو کل مصر میں، آج شرقِ اردن میں تو اگلے روز حجاز میں۔ بس ایک ہی سودا ذہن میں سوار ہے کہ توحید کا کلمہ اللہ کی سرزمین پر بلند ہو جائے اور توحید کا رنگ دلوں میں جم جائے۔ انہوں نے اللہ وحدہٗ لاشریک کی خاطر وطن کو خیر باد کہا۔ اللہ کے ہر حکم پر بے چوں چرا سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اُن کی حیاتِ طیبہ میں ایک وقت ایسا بھی آیا جب آپ کو اپنی رفیقہ حیات اور معصوم بچے اسمٰعیل علیہ السلام کو مکے میں بسانے کے لیے ایسی جگہ چھوڑنا پڑا جہاں نہ انسان کا کوئی نام و نشان تھا، نہ پانی، نہ زراعت اور نہ خورونوش کا کوئی بندوبست۔ ایک تھیلی کھجوروں کی اور ایک مشکیزہ پانی کا۔ بس یہی کل زادِ راہ تھا جو آپ اپنے اہلِ خانہ کے پاس چھوڑ کر چل دیے تھے۔

بندگی ربّ اور توحیدِ خالص انسانوں کے قلوب و اذہان میں راسخ کرنے کی اس تگ و دو میں جب قویٰ مضمحل ہونے لگے تو بے اختیار یہ دعا نوکِ زباں پر آ گئی: رَبِّ ہَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۰۰﴾ (الصافات: 100)

"پروردگار! مجھے ایک نیک وارث عطا فرما!"

دعا کو شرفِ قبولیت حاصل ہوا اور ستاسی سال کی عمر میں اللہ نے ایک ایسا نیک اور صالح بیٹا عطا کیا جسے اللہ نے خود "غلامٌ حلیمٌ" قرار دیا۔ لیکن ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں کے مصداق بیٹا جب جوان ہوا اور اس قابل ہوا کہ بوڑھے باپ کا دست و بازو بنے۔ تب ابراہیم علیہ السلام کو بارگاہِ الٰہی کی طرف سے ایک خواب دکھایا گیا جس میں وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ لیکن جو عزیمت کا کوہِ گراں ہو اور جس کی پوری زندگی آزمائشوں کے خارزار میں گزری ہو وہ بھلا کہاں گھبرانے والا تھا۔ بیٹے سے پوچھا، بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹا بھی نبی زادہ تھا، ذہین و فطین تھا اور جانتا تھا کہ ابا جان اللہ کے نبی ہیں اور نبی کا خواب بھی ایک طرح کی وحی ہوتا ہے۔ باپ سے بولا: "اباجان! کر گزریے جو کچھ آپ کو حکم دیا جا رہا ہے ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ اور پھر اللہ کے حکم کی تعمیل میں اپنے تئیں تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کے گلے پر چھری پھیر ہی دی تھی مگر اللہ کا مقصد بیٹے کی جان لینا نہیں بلکہ پیرانہ سالی میں باپ کا امتحان لینا مقصود تھا۔ اور اللہ کے یہ خلیل اس کڑے امتحان میں بھی سرخرو ہوئے۔

مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں پہلا وہ خانہ خدا جس کی زیارت کے لیے لاکھوں فرزندانِ توحید دنیا کے ہر گوشے سے پروانہ وار کھنچ کھنچ کر یہاں

آتے ہیں اور فریضہ حج ادا کرتے ہیں اس کی تعمیر نو کی سعادت بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے حصے میں آئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۚ﴿۹۶﴾ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۚ۬ وَ مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۹۷﴾ (آل عمران: 97 96)

"اللہ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے، جو تمام دنیا کے لیے برکت و ہدایت والا ہے جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقامِ ابراہیم ہے اس میں جو آجائے وہ امن والا ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں پر جو اِس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کر دیا گیا ہے۔"

اِن آیاتِ بینات میں سب سے نمایاں وہ اخلاص و محبت، اطاعت و بندگی اور وفا شعاری کے گہرے نقوش ہیں جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا فطری جوہر ہے۔ جو اس مبارک گھر کے ایک ایک پتھر اور چپہ چپہ پر رشد و ہدایت کی شمع کی مانند تابناک ہے۔

آج امت مسلمہ کی کشتی سرکش طوفانوں کی زد میں ہے۔ ہم نے خود کو اپنے شامت اعمال کے سبب اللہ کے غضب کا شکار بنالیا ہے۔ ہمیں اللہ سے زیادہ غیر اللہ پر بھروسہ اور اعتماد ہے۔ ہم دنیا میں کامیابی کو اغیار کی نقالی میں ڈھونڈتے ہیں۔ اگر ہم اسوۂ ابراہیم علیہ السلام کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنائیں تو ہماری دین و دنیا دونوں ہی سنور جائیں۔

عزت و عظمت، شان و شوکت، فتح و کامرانی اور غلبہ و اقتدار عطا کرنے والی قوی و عزیز ہستی وہ ہے جو کسی اعتبار سے بھی درماندہ اور عاجز نہیں۔ نہ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند کا شکار ہوتا ہے۔ اس کا دامن کریمی ہمارے شعور و ادراک سے بھی ماورا ہے۔ ہم ہی عاجز و درماندہ ہیں۔ اپنے اصل مقاصد اور اپنی قوت و سربلندی کے خزانوں سے غافل ہیں۔ ہمارے رب کو سعی و عمل اور اخلاص و وفا کی جو دنیا ہم سے مطلوب ہے اس کو ہم نے اپنے ارادہ و اختیار سے باہر کیا ہوا ہے۔ اس طرف ہمارا ذہن و دل راغب ہی نہیں ہوتے۔ انسانیت ہدایت کے لیے جاں بلب ہے، فسادِ آدمیت کے اس بیاباں میں زیر زمین امن کا چشمہ موجزن ہے مگر اس کو حاصل کرنے کے لیے ابراہیمی فکر و نظر اور آہنی عزیمت درکار ہے۔

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنالیتی ہے تصویریں

قربانی کی حکمتیں اور فضائل

شہرام اقبال

معاون شعبہ تحقیق و تجزیہ، قرآن اکیڈمی یاسین آباد

قربانی ایک عبادت : قربانی دین اسلام کی اہم ترین عبادت ہے، اس ماہ مبارک میں لاکھوں مسلمان اس فریضہ کو انجام دیتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے لاکھوں جانوروں کا اللہ کی رضا کی خاطر نذرانہ پیش کرتے ہیں، قربانی کی عبادت بندے کی طرف سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ عشق و محبت کا مظہر ہے، خود بندے پر اگر یہ فرض کر دیا جاتا کہ اللہ تبارک و تعالی کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان کی قربانی پیش کرے تو بعید از قیاس نہ تھا، مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اللہ تعالی نے جانوروں کو ذبح کرنا اس کے قائم مقام قرار دے دیا۔ جس شخص کو اللہ تبارک و تعالی نے مالی وسعت عطا فرمائی ہے اس پر جانور کی قربانی کرنا اہم دینی فریضہ ہے، بہت بد نصیب ہے وہ آدمی کہ جو باوجود مالی وسعت کے اس عظیم عبادت سے محروم رہے۔

لفظ قربانی قربان سے ماخوذ ہے اور یہ قرب کا مصدر ہے. جس کے لفظی معنی ہیں قریب ہونا، نزدیک ہونا۔ اصطلاحاً ہر اس چیز کو قربانی کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے۔ اس کی قربت تلاش کی جائے۔ خواہ وہ ذبیحہ ہو یا اس کے علاوہ کوئی دوسری چیز۔

مسلمان دس ذوالحجہ کو اپنے جانوروں کی قربانی محض رضائے الٰہی کے لیے کرتے ہیں۔ اس کا کوئی دنیاوی مقصد نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ عمل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی پیروی میں کیا جاتا ہے۔ نیز اس میں اس بات کا اظہار کرنا ہے کہ اے اللہ! تو نے ہم سے ہمارے جانوروں کی جان اور خون مانگے ہیں۔ ہم بخوشی دینے کے لیے تیار ہیں۔ بلکہ صرف یہی نہیں، اگر تو ہم سے ہماری جان، ہمارا خون مانگے گا تو ہم اس سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

قرآنِ کریم میں بہت سی آیات مبارکہ میں قربانی کی حقیقت، حکمت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔ سورۃ الحج میں اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں :

وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۪ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۳۶ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۳۷

"اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کے شعائر میں شامل کیا ہے، تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے۔ چنانچہ جب وہ ایک قطار میں کھڑے ہوں، ان پر اللہ کا نام لو، پھر جب (ذبح ہو کر) ان کے پہلو زمین پر گر جائیں تو ان (کے گوشت) میں سے خود بھی کھاؤ، اور ان محتاجوں کو بھی کھلاؤ جو صبر سے بیٹھے ہوں، اور ان کو بھی جو اپنی حاجت ظاہر کریں۔ اور ان جانوروں کو ہم نے اسی طرح تابع بنا دیا ہے تاکہ تم شکر گزار بنو۔

اللہ کو نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون، لیکن اس کے پاس تمہارا تقوی پہنچتا ہے، اس نے یہ جانور اسی طرح تمہارے تابع بنا دیے ہیں تاکہ تم اس بات پر اللہ کی تکبیر کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی، اور جو لوگ خوش اسلوبی سے نیک عمل کرتے ہیں، انہیں خوشخبری سنا دو۔"

لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾ (الحج)

"تاکہ وہ ان فوائد کو آنکھوں سے دیکھیں جو ان کے لیے رکھے گئے ہیں، اور متعین دنوں میں ان چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں عطا کیے ہیں۔ چنانچہ (مسلمانو) ان جانوروں میں سے خود بھی کھاؤ اور تنگ دست محتاج کو بھی کھلاؤ۔"

مندرجہ بالا آیات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں نسک اور قربانی رکھی تھی، جس کا بنیادی مقصد تقویٰ کا حصول، خالق کائنات کی یاد، اور اس کے احکام کی بجاآوری اس جذبے کے ساتھ کہ یہ سب کچھ اللہ کی عطا اور دین ہے، یہاں بھی انسان کی قلبی کیفیت کا ایسا انقلاب مقصود ہے کہ وہ مال و متاع کو اپنا نہ سمجھے بلکہ دل و جان سے اس عقیدے کی مشق کرے کہ حق تعالیٰ ہی اس کا حقیقی مالک ہے، گویا قربانی کا عمل فتنۂ مال سے حفاظت کا درس دیتا ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی قربانی کی اہمیت اور فضیلت پر بہت زور دیا گیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: «مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ يَوْمَ النَّحْرِ عَمَلًا، أَحَبَّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هِرَاقَةِ دَمٍ، وَإِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُونِهَا، وَأَظْلَافِهَا، وَأَشْعَارِهَا، وَإِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ، فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا». (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3126)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ابن آدم (انسان) نے قربانی کے دن کوئی ایسا عمل نہیں کیا، جو اللہ کے نزدیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پسندیدہ ہو، اور قیامت کے دن وہ ذبح کیا ہوا جانور اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا، اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتا ہے، لہٰذا تم اس کی وجہ سے (قربانی کرکے) اپنے دلوں کو خوش کرو۔"

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟، قَالَ: «سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ»، قَالُوا: فَمَا لَنَا فِيهَا يَا رَسُولَ اللهِ؟، قَالَ: «بِكُلِّ شَعَرَةٍ حَسَنَةٌ»، قَالُوا: فَالصُّوفُ يَا رَسُولَ اللهِ؟، قَالَ: «بِكُلِّ شَعَرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ». (سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 3127)

"حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ (یعنی اُن کی سنت) ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ پھر اس میں ہمارے لیے کیا (اجر و ثواب) ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جانور کے) ہر بال کے بدلے ایک نیکی، اُنہوں نے عرض کیا کہ (دُنبہ وغیرہ اگر ذبح کریں تو اُن کی) اُون (میں کیا ثواب ہے؟) فرمایا: کہ اُون کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔"

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَنْ وَجَدَ سَعَةً فَلَمْ يُضَحِّ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا». (مسند احمد، رقم الحدیث: 8273)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص قربانی کرنے کی گنجائش رکھتا ہو پھر بھی قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔"

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَسَنِ بْنِ حَسَنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَنْ ضَحَّى طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ، مُحْتَسِبًا لِأُضْحِيَّتِهِ؛ كَانَتْ لَهُ حِجَابًا مِنَ النَّارِ». (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث: 2736)

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خوش دلی کے ساتھ اجر و ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے قربانی کرے گا تو وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے رُکاوٹ بن جائے گی۔"

قربانی کا حاصل: قرآن اور احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے سامنے یہ بات آتی ہے کہ قربانی صرف کسی جانور کو ذبح کرنے کا نام نہیں

ہے یا کسی جانور کو مار کے اس کا خون بہانے یا اس جانور کو کاٹ کر اس کے گوشت سے لطف اندوز ہونے اور عید کے دن لذیذ پکوانوں سے شکم سیر ہونے کا نام نہیں ہے بلکہ قربانی کے دن ایک جانور ذبح کر دینا ایک ظاہری عمل ہے جو بلاشبہ ایک مستطیع مسلمان سے مطلوب ہے۔ اور یہ دس ذوالحجہ کا سب سے افضل عمل ہے۔ لیکن قربانی ایک عظیم دینی عبادت ہے اور جس طرح ہر عبادت کا ایک فلسفہ ہے اسی طرح قربانی کا بھی ایک فلسفہ و حکمت ہے۔ اس کا معنی و مفہوم صرف جانور ذبح کر دینے سے کہیں زیادہ وسیع اور بلند تر ہے۔ قربانی میں دراصل بہت سارے اہم دروس و اسباق پوشیدہ ہیں۔ اس میں بہت سارے قیمتی اسرار و رموز مخفی ہیں۔ اس کے بہت سارے عظیم اغراض و مقاصد ہیں۔ جن میں سے چند کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

حصول تقوی: قربانی کی سب سے بڑی حکمت اللہ تعالی کا ہم مسلمانوں کو تقوی کی تعلیم دینا ہے۔ ہمارے اندر تقوی و اخلاص کی صفت پیدا کرنی ہے۔ اور ہم سب کو متقی و مخلص بنانا ہے۔ اب اگر کسی شخص کے اندر قربانی سے یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے تو سمجھیے اس کی قربانی صحیح ہے ورنہ اس کی قربانی رائیگاں و ضائع و برباد ہے اس معنی میں کہ قربانی کا جو اصلی و حقیقی مقصد تھا وہ حاصل نہیں ہوا۔

اتباع ابراہیم: دراصل قربانی کا تعلق اور یادگار جس نادر، بے مثال، عظیم اور ہمہ جہت شخصیت سے وابستہ ہے وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت ہے۔ لہذا قربانی کا ایک عظیم درس آپ کے نقش قدم کی حقیقی اتباع ہے صرف زبانی یا ظاہری یادگار منا لینا نہیں ہے۔ اور آپ کی زندگی کا جو لب لباب ہے وہ اللہ کے ہر حکم کو بلا چوں چرا تسلیم کر لینا ہے اور اس کے نفع و نقصان کا اندازہ لگائے بغیر اس پر فورا عمل کرنے کے لیے تیار ہو جانا ہے۔ خواہ وہ اپنے لخت جگر کو قربان کرنے کا حکم ہی کیوں نہ ہو۔ در حقیقت ابراہیم علیہ السلام کی پوری زندگی ہی اللہ کی اطاعت و فرماں برداری سے عبارت ہے۔ اور اس کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لیے ہر چیز کو قربان کر دینے کا نام ہے۔ اور فی الواقع آپ کی پوری زندگی قربانی، زہد، تقوی، اخلاص، دعوت الی اللہ، ہجرت، ضیافت، توکل علی اللہ، بردباری، عبادت، دعا، تضرع، خشوع، خضوع، صبر و ایثار اور عزم و ہمت کا بہترین نمونہ ہے

جذبۂ قربانی: قربانی کی ایک بڑی حکمت ہم مسلمانوں کے اندر قربانی کا جذبہ صادق بیدار کرنا ہے۔ ہم مسلمانوں کے اندر اس کی عادت ڈالنی ہے اور اس کا عادی بنانا ہے کہ اگر کبھی اللہ اور اس کے دین و ایمان کی خاطر مال و دولت، گھر بار و وطن و ملک کو چھوڑنے کی نوبت آئے تو ہم اپنا تن من دھن سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیں گے۔ اور اپنے دین و ایمان کی حفاظت کریں گے۔ جیسا کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ہمارے بہت سارے اسلاف نے کیا ہے۔ آج ہم میں سے کتنے مسلمان ہیں جو اس کے بالکل بر عکس زندگی گزار رہے ہیں۔

اطاعت الہی اور ترک خواہشات: قربانی صرف جانور ذبح کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ قربانی یہ عظیم درس دیتی ہے کہ ہم اپنی خواہشات کو اللہ کی خواہشات پر قربان کر دیں اور ہم ہمیشہ اس عمل کے لیے تیار رہیں، خواہ اس میں ہمارے لیے کتنا ہی زیادہ نقصان کیوں نہ ہو۔ قربانی کی سب سے بڑی حکمت یہی ہے کہ وہ ہمیں اپنے آپ کو اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور اس کے حوالے کرنا سکھاتی ہے اور اللہ کے حکم کو فورًا بنا کسی چوں چرا کے اور بنا اس کی حکمت کو جانے ہوئے اس کی تعمیل کرنا سکھاتی ہے۔ مثال کے طور رسم و رواج کو چھوڑ دیں گے اگرچہ اس کے چھوڑنے میں ہمارا معاشی نقصان ہی کیوں نہ ہو یا لوگ ہم کو لعنت و ملامت کریں۔ اسی طرح حرام کمانا ترک کر دیں گے اگرچہ ہم کو مفلسی کی زندگی گزارنی پڑے۔

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حقیقی طور پر قربانی سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کا جو مقصد و روح ہے اس کو ہمارے اندر پیدا فرمائے اور تمام مسلمان بھائیوں کی قربانی قبول فرمائے۔ آمین

قرآن فہمی
حضرات و خواتین کے لئے ہفتہ وار کورس
• آسان عربی گرامر
• قرآن پاک کا منتخب نصاب
• حدیث و سنت ﷺ
• عقیدہ اور فقہ
• تجوید القرآن
• سیرت النبی ﷺ
ہر ہفتے کے دن
دن 9 تا 1 بجے
آغاز 10 جون بروز ہفتہ
خواتین کے لئے باپردہ علیحدہ انتظام ہے
021-34030119
قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر
مسجد جامع القرآن، گلستان جوہر
quranacademy.edu.pk/
facebook.com/quraninstitutejauhar

For Teenagers
SUMMER ISLAMIC
CAMP
For Boys & Girls
(Separate Clases For Boys & Girls)
Topics
- Discover Your Purpose Of Life
- Problems Related to Menstruralcyle
- Company Matters
- The Feminine Elegance
- Field Trip
- Know Your Enemy
- Importance of Salah
- Importance Of Time
- Interactive Sessions
- Much More
Age: 12 years onwards
Days: Monday to Thursday
Timings: 3:30pm to 4:30 pm
Duration: 4 Weeks
Contribution: Rs. 3000
Starting From
JULY
03
2023
Venue
Quran Academy Defence, (Masjid Jame Ul Quran)
Plot No DM-55, Street#34, Khyaban-e-Rahat, Phase VI, D.H.A, Karachi
021 35340022-24
0332 3258884

نگران انجمن شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کا خطاب عام (پانچویں قسط)

مؤرخہ 04 دسمبر 2022ء کو انجمن خدام القرآن سندھ کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا، جس میں نگران انجمن نے "قرآن حکیم کا انقلابی منشور" کے عنوان سے خطاب عام فرمایا۔ اس خطاب کا تحریری متن "آئینہ انجمن" میں قسط وار شائع کیا جا رہا ہے۔

آٹھواں نکتہ: مذہبی استحصال سے نجات

دین، مذہب اور خدا کے نام پر معاذ اللہ! کچھ لوگ اپنی مذہبی اجارہ داری کی بنیاد پر لوگوں کا استحصال کرتے ہیں۔ استاذِ محترم ڈاکٹر اسرار صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے، تاریخ انسانی میں اس "پ" والوں نے سارا مسئلہ خراب کر دیا ہے، پ، سے پنڈت، پروہت، پ سے پجاری، پ سے پادری، پ سے پیر۔ ان لوگوں نے انسانیت کا استحصال کیا ہے۔ Jimmy Swaggart کا شیخ احمد دیدات مرحوم کے ساتھ ایک مشہور مکالمہ ہوا تھا، اس میں Jimmy Swaggart نے کہا تھا کہ مجھے محض خود کو سنبھالنے کے لیے، جسے محاورتاً کہا جاتا ہے کہ کسی کو ڈوبنے سے اس حد تک بچا لینا کہ اس کا منہ پانی سے اوپر رہے، اس چیز کے لیے مجھے اتنے ملین ڈالرز ماہانہ چاہئیں۔ شیخ احمد دیدات رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سبحان اللہ! ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو تھوڑی قیمت کے عوض بیچ ڈالا معاذ اللہ! بس محض اعتراف کر لو پادری کے سامنے، اس کے علاوہ خواہ قتل کرو، چوری کرو، ڈاکے ڈالو، محرم کے ساتھ جا کر بدکاری کرو، بس آ کے ساز باز کر لو پادری کے ساتھ، پادری کی مٹھی گرم کرو، خدا تمہیں بخش دے گا، اور تمہاری جنت پکی، سرٹیفکیٹ ہم سے لے لو۔

یہی بتوں کی پوجا پاٹ کرنے والے کس بنیاد پر بتوں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے؟ ابو جہل کو پتہ تھا کہ ان میں کچھ نہیں ہے، مگر ابو جہل کی آمدنی ان بتوں سے چلتی تھی، مشرکین مکہ کے سرداروں کو پتہ تھا کہ یہ ہاتھ سے بنائے ہوئے ہیں، ان میں کچھ نہیں ہے، قرآن نے واضح کہا کہ یہ مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، مکھی پیدا کرنا تو دور کی بات ہے، اپنے سامنے چڑھے ہوئے نذرانوں میں سے مکھی کچھ اٹھا کر لے جائے تو اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ اتنا بیوقوف نہیں تھا ابو جہل! اتنا بیوقوف نہیں تھا ابو لہب! انھیں حقیقت کا بخوبی ادراک تھا۔ مگر یہ انھیں معلوم تھا کہ اگر ہم یہ تین سو ساٹھ بت اٹھا دیں گے تو ہماری معیشت کا بھٹہ بیٹھ جائے گا۔

آج ہمارے ہاں بھی کہیں پیسے جمع ہوتے ہیں، آج ہمارے ہاں بھی کہیں چندے جمع ہوتے ہیں، ہمارے ہاں بھی چندے کے ڈبے کئی مقامات پر رکھے جاتے ہیں، جہاں خواتین اپنی چوڑیاں چھوڑ کر چلی جاتی ہیں۔ کیا وہ مال ان بزرگوں کی جیب میں جاتا ہے؟ یا ان کے قبر میں جاتا ہے؟ نہیں بلکہ یہ دین کے نام پر لوٹ مار کرنے والوں کی جیبوں میں جاتا ہے۔ قرآن ہمیں اس مذہبی استحصال سے نجات دلاتا ہے کہ ہرگز نہیں! خالق اور مخلوق کے درمیان میں کوئی پردے نہیں ہیں، ان پیرانِ کلیسا کو اٹھاؤ یہاں سے۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ، "جب میرے بندے اے نبی آپ سے سوال کریں میرے بارے میں تو میں تو قریب ہوں ان کے۔" اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ، "جب جب مجھے پکارنے والا پکارے میں براہ راست اس کی پکار کو سنتا ہوں۔" نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ "ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب

ہیں"، وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ، "تم جہاں کہیں ہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہیں"، قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ میرے بندوں جنھوں نے اپنے جانوں پر زیادتیاں کرلیں ان کو بھی کہہ دیں۔ مفسرین نے کہا ہے کہ مشرک اور کافر توبہ کریں تو انھیں ایمان لانا پڑے گا، تو مشرک اور کافر بھی آ جائے تو لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ، "اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا"، اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا، "اللہ تعالیٰ چاہے تو سارے گناہوں کو بخش دے۔" البتہ توبہ سچی کرنی ہوگی۔ آؤ اللہ تعالیٰ کی طرف، کسی کو درمیان میں لانے کی ضرورت نہیں، کسی کی مٹھی گرم کرنے کی اور کسی کے ذریعہ آنے کی اور کسی کی مٹھی گرم کرکے پرچی آگے پہنچانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ براہ راست اللہ تعالیٰ سے باتیں کرو۔ یہ انقلابی تصور ہے جو قرآن نے ہمیں دیا ہے۔ یہ جو مذہب کے نام پر استحصال کیا جاتا ہے، کہ اللہ کا نام لے کر کچھ لوگوں نے اپنے آپ کو ٹھیکدار سمجھا یہ مذہبی اجارہ داری کرنے والے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت فرمائی اور بندوں کو ان سے خبردار کیا ہے اور یہ تصورات عطا فرمائے کہ خالق اور بندوں کے درمیان کسی کو حائل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

نواں نکتہ: سیاسی استحصال سے نجات

اسی طرح ایک انقلابی پہلو یہ ہے کہ قرآن کریم جہاں مذہبی استحصال سے نجات عطا فرمانا چاہتا ہے وہیں سیاسی استحصال سے بھی قرآن ہمیں نجات عطا فرمانا چاہتا ہے۔ سیاست کے میدان میں آکر کبھی اکیلا تنہا فرعون کھڑا ہوتا تھا، اور اعلان کرتا تھا: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ "میں تمہارا ربِ اعلیٰ ہوں"، خدائی کا دعویٰ کرتا تھا، اور کبھی سرداروں کا نظام چلتا تھا، آج پوری پارلیمنٹ کا نظام چلتا ہے، ان کا دعویٰ ہے کہ ہم جو چاہیں گے کریں گے، لوگوں کی مختلف ایسوسی ایشن ہوا کرتی ہیں جو ان کے مفادات کا تحفظ کرتی ہیں، کتنے بڑے بڑے بزنس ہاؤسز ایسے ہوتے ہیں جو الیکشن کی کمپین چلا کر موجودہ حکمرانوں کو یا آئندہ بننے والے حکمرانوں کو سپورٹ کرتے ہیں، کتنے بڑے بڑے میڈیا ہاؤسز ہوتے ہیں جو یہ کام کرتے ہیں، کیوں؟ اس لیے کہ انھیں بھی آگے جا کر ان لوگوں سے اپنے مفادات وصول کرنے ہوتے ہیں۔ یہ ہے وہ سیاسی استحصال جس سے نجات دلانے کے لیے قرآن ہمیں تصور دیتا ہے، تین مرتبہ قرآن میں فرمایا: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، کہ حکم کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، بندوں کے لیے حاکمیت نہیں ہے، بندوں کے لیے صرف خلافت ہے۔ تم تو نمائندے ہو اس کے، تم حاکمیت کے مستحق نہیں ہو، اختیار تو اللہ تعالیٰ کا ہے: لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، آسمانوں اور زمین کی بادشاہت تو اللہ تعالیٰ کی ہی ہے یہ دنیا کے بادشاہ تو اس کے بھکاری ہیں، فقیر ہیں، اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ، تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں فقیر ہو۔ تو یہ فقیر انسانوں کے اوپر کیوں حاکم بن کر بیٹھ جائے؟ بندے بندوں پر کیوں حاکم بن کر بیٹھ جائیں؟ بندوں کی اسی غلامی سے نجات دلانے کے لیے تو انبیا آئے تھے! جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ تو یہ قرآن کے انقلابی تصور کا نواں نکتہ ہے۔

عمل سے فارغ ہُوا بنا کر مسلماں تقدیر کا بہانہ

کہتے ہیں کہ کیا کریں جب ہماری تقدیر میں پٹنا ہی پٹنا ہے؟ نہیں! تم پٹنے کے لیے نہیں آئے ہو، تم تو راہنمائی کرنے کے لیے آئے ہو، تمہیں انسانیت کے لیے کھڑا کیا گیا ہے: اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ، تم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق لوگوں کے فیصلے کرنے کو آئے ہو، نہ کہ دنیا تم پر اپنے فیصلے مسلط کرے، فٹیف کے سارے قوانین تم پر لاگو کیے جائیں۔

ادھر بھارت کو کچھ نہیں کہا جائے لیکن تمہارے اوپر الزام لگا کر پابندیاں لگانے کی باتیں کی جاتی ہیں کہ یہاں پر مذہب کے نام پر بڑی زیادتیاں ہوتی ہیں، تم اس طرح پٹنے کے لیے نہیں آئے تھے، تم دنیا کو عدل دینے کے لیے آئے ہو، اسلام تو یہ انقلابی تصور عطا کرتا ہے کہ بندوں کو بندوں کی غلامی سے نکالنا ہے، اور اصل مالک یعنی اللہ تعالیٰ کی غلامی میں لانا ہے، قرآن مجید میں فرمایا: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ، حکم کا اختیار فقط اللہ

سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہے۔

سروَری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حُکمراں ہے اک وہی، باقی بتانِ آزری

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ قرآن کے بارے میں فرماتے ہیں :

اِیں کتاب نیست چیزِ دیگر است

یہ کتاب نہیں یہ کچھ اور ہی شے ہے اور جن لوگوں کے واقعات آپ کے سامنے آئے وہ کچھ اور ہی لوگ تھے، اور ایسے لوگ آج بھی موجود ہیں۔ وہ لوگ جو قرآن مجید کو صحیح معنوں میں سمجھیں تو اس دنیا کے حوالے سے ان کے نظریات، ان کے افکار، ان کے جذبات اور مقاصد سب تبدیل ہوجاتے ہیں۔

(آخری قسط آئندہ ماہ۔۔۔ان شاء اللہ)

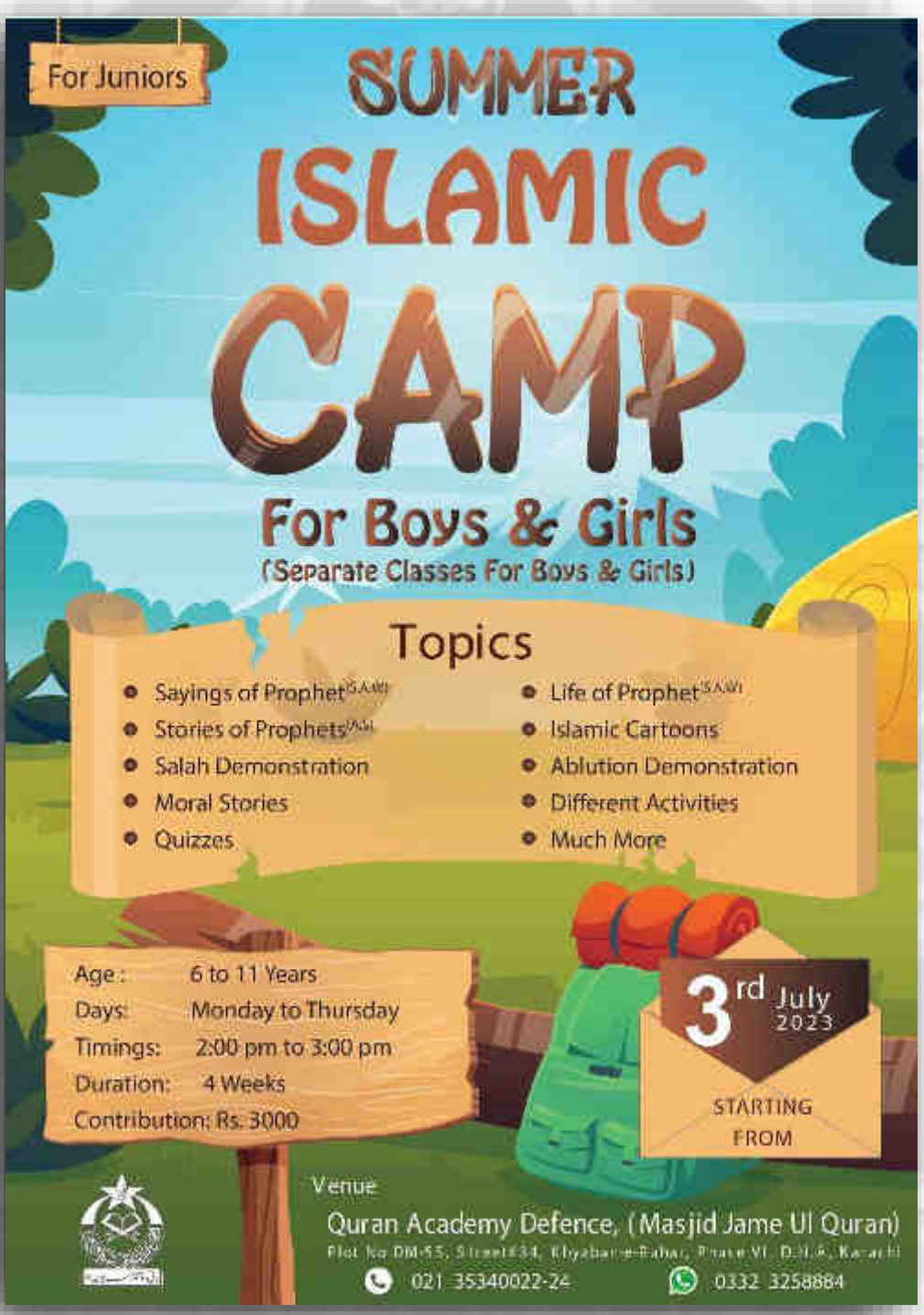

ماہانہ رپورٹ برائے آئینہ انجمن

قرآن اکیڈمی ڈیفنس

رجوع الی القرآن کورس 24 - 2023 سال اول کے تیسویں بیچ کا آغاز 08 مئی بروز پیر سے ہوچکا ہے اس کورس میں 116 طلبہ و طالبات نے آن کیمپس اور 40 طلبہ و طالبات نے آن لائن داخلے لیے۔ خصوصی محاضرات و لیکچرز کے ضمن میں "دین کا جامع تصور"، "علم کی فضیلت" اور "دینی فرائض کا جامع تصور" کے عنوان سے لیکچرز کا انعقاد ہوا۔ رجوع الی القرآن کورس سال اول و دوم کے انتیسویں بیچ کی تقسیم اسناد اور تیسویں بیچ کا تعارفی پروگرام 07 مئی بروز اتوار کو صبح 09 بجے تا دوپہر 12:30 بجے نگرانِ انجمن و امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس محفل میں صدر انجمن خدام القرآن سندھ و مرکزی عہدیداران نے شرکت فرمائی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مدیر تعلیم انجمن خدام القرآن و مدیر اکیڈمی ہذا جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے انجمن خدّام القرآن اور اس کے تمام شعبہ جات کا مختصر اور جامع تعارف شرکا کے سامنے پیش کیا تعارف کے بعد ہر سینٹر سے ایک ایک طالب علم نے اپنے اپنے تاثرات بیان کیے اور کورس میں شریک ہونے والے طلبہ میں اسناد و تحائف تقسیم کیے گئے اور نگرانِ انجمن و امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ صاحب نے خصوصی خطاب فرمایا۔

مبادیاتِ علوم دینیہ کورس کا آغاز ان شاء اللہ عید الاضحیٰ کے بعد شروع ہوگا۔ حلقات و دوراتِ دینیہ برائے حضرات ماہِ جون کے تیسرے ہفتے سے ان شاء اللہ شروع ہوگا جن میں "منتخب نصاب"، "سیرت النبی ﷺ"، "آسان عربی گرامر" اور "سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم" کے عنوان سے کورسز شامل ہوں گے۔ حلقات و دوراتِ دینیہ شعبہ خواتین میں "قرآن اب آسان" اور "تدبر القرآن" کورسز جاری ہیں۔ ان شاء اللہ مورخہ 11 جون 2023ء بروز اتوار صبح 10 بجے حج پر جانے والے حضرات و خواتین کے لیے تربیتی نشست کا انعقاد کیا جائے گا۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تینوں شعبہ جات شعبہ حفظ قرآن، شعبہ ناظرہ قرآن، شعبہ قاعدہ میں بنین و بنات کی تدریس جاری ہے۔ شعبہ بنین و بنات میں آن لائن کلاسز بھی جاری ہیں جس میں ملکی و غیر ملکی طلباء شامل ہیں۔

ماہ مئی میں پہلا اور تیسرا خطبہ جمعہ نگرانِ انجمن و امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ اور دوسرا اور چوتھا مدیر ادارہ ہذا جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحبان نے دیا۔

قرآن اکیڈمی یٰسین آباد

الحمد للہ امسال رجوع الی القرآن کورس (سال اول سیکشن اے) میں کل 191، اور (سال اول سیکشن بی) میں 39، جب کہ رجوع الی القرآن کورس (سال دوم) میں کل پچاس طلبہ و طالبات کے داخلے ہوئے۔ رجوع الی القرآن کورس کے تحت خصوصی محاضرات و لیکچرز میں "اہمیت و

فضیلت علم(خصوصی محاضرہ)"، "دین اسلام کا ہمہ گیر تصور(فکر اسلامی)"، "فرائض دینی کا جامع تصور(فکر اسلامی)" اور Time Management کے موضوعات پر دروس منعقد ہوئے جن میں کم و بیش 80 سے 230 حضرات و خواتین نے شرکت کی۔ حلقات و دوراتShort Courses کے تحت دراسات دینیہ سمیت کل 8 کورسز جاری ہیں، جن میں شرکا کی تعداد کم و بیش سات سے 150 افراد تک ہے۔ آن لائن کورس کے تحت "قرآن حکیم کی صرفی و نحوی تحلیل" کورس بھی جاری ہے۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ کے تحت شعبہ حفظ کل وقتی میں کل 110، درجہ قاعدہ میں کل 25 طلباء زیر تعلیم ہیں۔ جنہیں اساتذہ کرام آسان ترجمہ قرآن سے درس دینے کا اہتمام بھی فرماتے ہیں۔ شعبہ مدرسۃ البنین و البنات (سہ پہر) میں درجہ قاعدہ میں کل 142 اور ناظرہ میں کل 82 طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ جب کہ مغرب تا عشاء حلقہ برائے ناظرہ قرآن حکیم میں مقیم طلبہ کرام اور اہل محلہ و گردو نواح سے حضرات تشریف لاتے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد 22 ہے۔ شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت ادارہ میں "رجوع الی القرآن"، "فہم قرآن۔۔۔۔۔ عوامی طرز عمل"، "فرائض و فضائل امت مسلمہ" اور "نفاذِ شریعت کی اہمیت" کے عنوان سے کورسز جاری ہیں۔ شعبہ تصنیف و تالیف کے تحت ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے منتخب نصاب (تفصیلی ویڈیو) درس نمبر 48 کی ٹرانسکرائب اور کمپوزنگ اور آگے ویڈیو نمبر 54 تک کی کمپوزنگ سمیت چار کتب کی تصحیح بھی مکمل کی گئی، اور ساتھ ساتھ درس نمبر تین "مقام عزیمت... سورہ لقمان کے پہلے رکوع کی روشنی میں" تفصیلی ایڈیٹنگ کے مرحلے میں جاری ہے۔

قرآن اکیڈمی کورنگی

رجوع الی القرآن کورس 23 - 2022 کے کامیاب شرکا کو 07 مئی 2023ء کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں اسناد دی گئیں۔ اور رجوع الی القرآن کورس 24 - 2023 کا آغاز 8 مئی 2023ء بروز پیر سے ہوچکا ہے۔ جس میں خواتین و حضرات کے داخلوں کا سلسلہ جاری ہے۔ فی الحال 30 حضرات اور 45 خواتین کورس میں شریک ہیں۔ "فضیلتِ علم" اور "تنظیم الاوقات" کے موضوعات پر خصوصی محاضرے منعقد ہوئے جس میں تدریس کی ذمہ داری جناب عامر خان صاحب اور جناب ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے ادا فرمائی۔ مدرسۃ القرآن للحفظ والقراءۃ للبنین و البنات میں شعبہ بنین کے درجہ حفظ میں 48 جبکہ درجہ ناظرہ میں 107 طلبہ اور شعبہ بنات میں 131 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ شعبہ خواتین میں بڑی عمر کی خواتین کے لیے تجوید القرآن و ناظرہ کی کلاس میں تقریباً 35 خواتین زیر تعلیم ہیں۔ دورانِ ماہ ان خواتین کے لیے "قرآن مجید کے حقوق"، "حیا" اور "خواتین کی ذمہ داریاں" کے موضوعات پر تربیتی لیکچرز منعقد کیے گئے۔ شعبہ خواتین میں "ایمان بالرسالت"، "سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم"، "ایمان باللہ"، "حسن اخلاق"، "معاشرے میں رائج غیر ضروری تہوار" اور "روح کی غذا" کے موضوعات پر تربیتی لیکچرز منعقد کیے گئے۔ اسی طرح شعبہ خواتین میں "رمضان کے بعد زندگی کیسے گزاریں؟" کے موضوع پر ماہانہ درسِ قرآن کا انعقاد کیا گیا۔ شعبہ خواتین کے تحت "امور خانہ داری تربیتی کورس (ایڈوانس)" جاری ہے۔ جس میں 11 خواتین شرکت کر رہی ہیں۔

دی ہوپ اسلامک اسکول

اسکول میں سالانہ تقاریبِ تقسیم اسناد منعقد کی گئیں۔ سالانہ امتحان کے نتائج کے لیے PTM کا انعقاد کیا گیا جس میں والدین سے ملاقات اور بچوں کی کارکردگی کی رپورٹ انہیں پیش کی گئی۔ اسی طرح پریپ سیکشن میں Summer Activity کا انعقاد بھی کیا گیا۔

قرآن انسٹیٹیوٹ گلستان جوہر

الحمدللہ اس ماہ 08 مئی 2023 بروز پیر رجوع الی القرآن کورس کا باقاعدہ آغاز ہوا جس میں تقریباً 81 مرد حضرات اور 79 خواتین کی رجسٹریشن ہوئی، اس ماہ "انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کا تعارف"، "فضیلت علم"، "دین کا ہمہ گیر تصور" اور "تنظیم الاوقات" کے عنوانات پر خصوصی

محاضرات بھی منعقد ہوئے۔ اس کے علاوہ دوران ماہ مسجد میں نمازِ فجر کے بعد ترجمہ قرآن کا انعقاد جاری ہے جس کی ذمہ داری جناب ناظم مسجد سید ندیم احمد گیلانی صاحب ادا کر رہے ہیں۔ نماز ظہر کے بعد اصلاحی خطبات کا مطالعہ جاری ہے جس کی سعادت نائب مدیر جناب سید جمیل احمد صاحب ادا کر رہے ہیں۔ بعد نماز عصر درس حدیث بھی جاری ہے جس کی سعادت مولانا قاری غلام اکبر صاحب ادا کر رہے ہیں۔ خطاب جمعہ کی سعادت مدیر ادارہ حاصل کر رہے ہیں۔ اور مسجد میں مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ بچوں کے لیے جاری ہے۔ ان بچوں کے لیے ہفتہ وار تربیتی نشست کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔

قرآن انسٹیٹیوٹ لطیف آباد

الحمد للہ 08 مئی سے قرآن انسٹیٹیوٹ میں رجوع الی القرآن کورس کے ساتویں بیچ کا آغاز ہوچکا ہے، 27 حضرات اور 34 خواتین کورس میں داخلہ لے چکے ہیں، مزید داخلوں کا سلسلہ جاری ہے۔ مدرسۃ القرآن برائے قاعدہ و ناظرہ کے تحت صبح 9 تا 12 بجے اور دوپہر ظہر تا عصر بچوں کے لیے قاعدہ و ناظرہ قرآن اور آدابِ زندگی کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ مغرب تا عشاء بالغان کے لیے تجوید القرآن کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری ہے۔ بروز جمعہ اور اتوار ادارہ ہذا میں بعد نمازِ مغرب حضرات و خواتین کے لیے درسِ قرآن کا آغاز ہوچکا ہے۔ اگلے ماہ جون سے دو نئے کورسز ادارہ ہذا میں شروع کیے جائیں گے۔

قرآن مرکز لاڑکانہ

مدرسۃ القرآن میں حفظ القرآن اور ناظرہ و قاعدہ کی کلاسز میں تدریس باقاعدگی سے جاری ہے۔ اور نئے داخلے بھی ہو رہے ہیں۔ شعبہ دعوت و تبلیغ کے تحت ہفتہ وار مجلس تذکیر بالقرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ قرآن حکیم کی چھٹی منزل میں "سورۃ الجاثیہ" کا مطالعہ جاری ہے۔ ناظم مرکز محمد ہاشم صاحب مدرس کی ذمہ داری ادا فرماتے ہیں۔ خواتین کے لیے ماہانہ درس کا آغاز بھی کیا گیا ہے۔ 03 جون بروز ہفتہ بعد نماز مغرب حضرات و خواتین کے لیے ہفتہ وار لیکچر سیریز بعنوان "سیرت ابراہیم علیہ السلام" کا آغاز کیا جارہا ہے۔ دورانیہ 4 ہفتے (ہفتہ میں ایک دن)۔ 05 جون بروز پیر سے پیر تا جمعرات تین ہفتوں پر مشتمل سیکنڈری کلاسز (لڑکوں) کے لیے اسلامک سمر کیمپ کا آغاز کیا جارہا ہے۔ اوقات صبح 10:00 سے 12:30۔

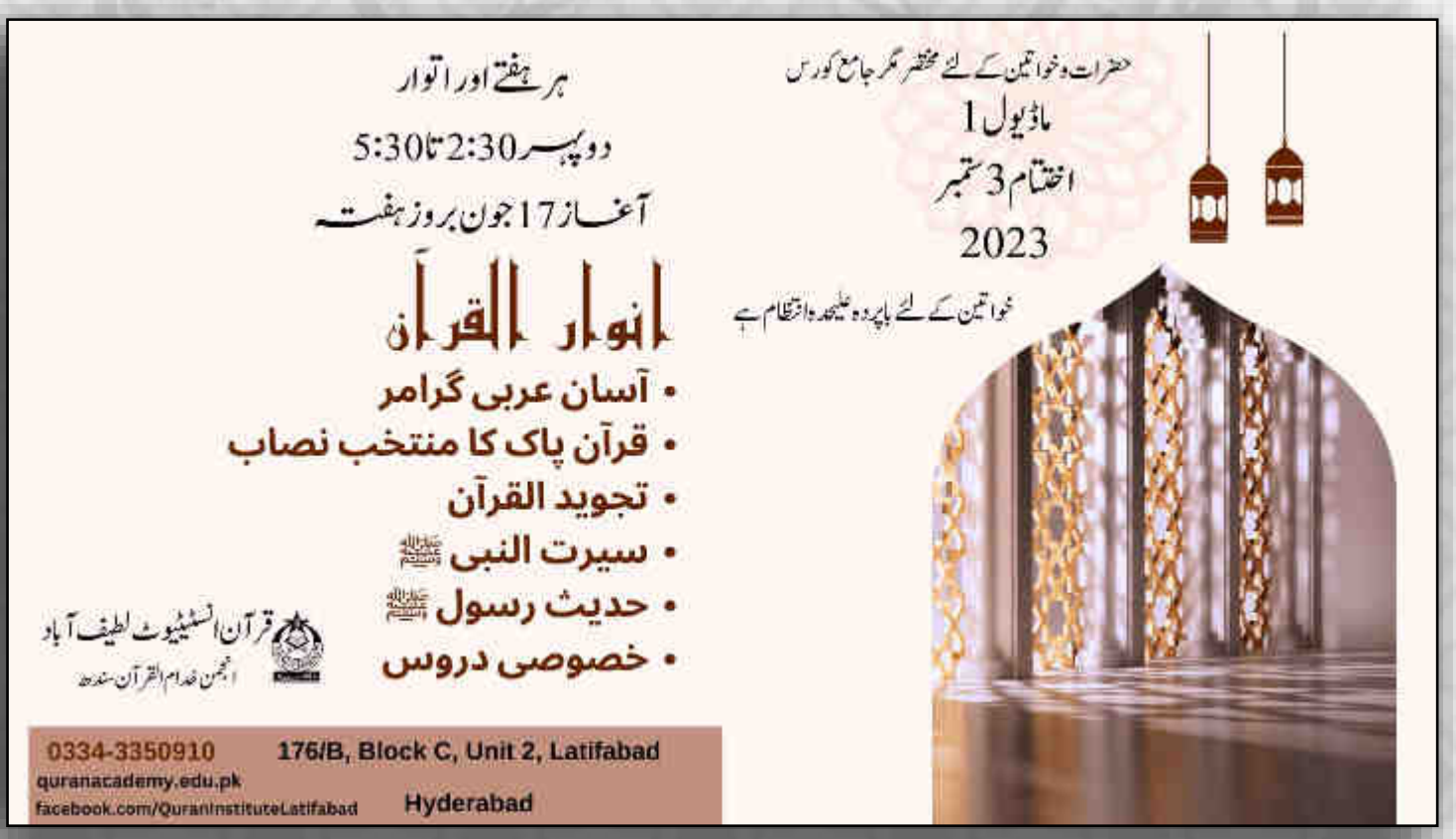

شعبۂ ملٹی میڈیا

مطالبات قرآن :

قرآن حکیم کے منتخب نصاب پر مبنی "مطالباتِ قرآن" کے عنوان سے Qtv کے لیے قرآن اسٹوڈیو میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کی 35 - 35 منٹ پر مشتمل ویڈیو ریکارڈنگز کا سلسلہ جاری ہے۔ الحمدللہ اس سلسلہ کے دو پروگرام Qtv پر ہفتہ اور اتوار کی شام 4 بجے نشر ہو رہے ہیں۔ اب تک اس سلسلہ کے 51 پروگرام ریکارڈ ہو چکے ہیں جو کہ Qtv کو ایڈیٹنگ کے بعد فراہم کیے جا چکے ہیں۔

تعلیمات قرآن :

خلاصۂ مضامین قرآن کی بنیاد پر تیار کردہ 30 اقساط پر مبنی پروگرام بعنوان تعلیمات قرآن سماء ٹی وی پر صبح 7 بجے نشر کیا جا رہا ہے۔

تقریبِ تقسیم اسناد و تعارفی نشست :

قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں رجوع الی القرآن کورس کے سلسلہ میں تقریبِ تقسیم اسناد و تعارفی نشست کا اہتمام کیا گیا، جس میں سی ایم ڈی پریزینٹیشن اور ریکارڈنگ کی ذمہ داری شعبہ ملٹی میڈیا کی جانب سے ادا کی گئی۔

درسِ قرآن ڈاٹ کام :

درسِ قرآن ڈاٹ کام کو گزشتہ ماہ 3 متفرق عنوانات کے کلپس ریکارڈ کر کے فراہم کیے گئے۔

آسان عربی گرامر :

رجوع الی القرآن کورس میں جاری آسان عربی گرامر کی پریزینٹیشن کی از سر نو اعلیٰ طرز پر تیاری اور اس کی ریکارڈنگ کے سلسلہ کا آغاز کیا گیا ہے، اس سلسلہ کی اب تک 14 کلاسز ریکارڈ کی جا چکی ہیں، جبکہ 8 اسباق کی پریزینٹیشن کی تیاری کا عمل مکمل ہو گیا ہے۔

خطبات جمعہ (نگران انجمن شجاع الدین شیخ صاحب حفظہ اللہ) :

ماہِ مئی 2023ء میں مسجد جامع القرآن (قرآن اکیڈمی ڈیفنس) میں نگرانِ انجمن محترم شجاع الدین شیخ صاحب کے درج ذیل موضوعات پر ہونے والے خطباتِ جمعہ کی ویڈیو ریکارڈنگز کی گئیں جنہیں مرکز تنظیم اسلامی کے یوٹیوب چینل کے علاوہ انجمن کے آفیشل یوٹیوب چینلز پر اپلوڈ کیا گیا :

1 - مسائلِ پاکستان---اداروں، سیاست دانوں اور ہماری خیانتیں

2 - تصورِ والدین---دجالی تہذیب اور الہامی ہدایت کی روشنی میں

خطبات جمعہ (محترم عامر خان صاحب) :

ماہِ مئی 2023ء میں جامع مسجد شادمان ٹاؤن میں محترم عامر خان صاحب کا درج ذیل موضوع پر ہونے والے خطبۂ جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے انجمن کی ویب سائٹ پر اپلوڈ کیا گیا :

1 - حقوق و فرائضِ زوجین

2 - والدین کے حقوق

3 - داستانِ عظیم حضرت ابراہیم

4 - حضرت ابراہیم پر آنے والی آزمائشوں کا تذکرہ اور بیت اللہ کی مختصر تاریخ

روشنی (ریڈیو پاکستان) :

ریڈیو پاکستان پر روشنی کے عنوان سے نشر ہونے والے پروگرام کے لیے نگرانِ انجمن محترم جناب شجاع الدین شیخ صاحب کے 2 لیکچرز ریکارڈ کر کے ان کی آڈیو ریکارڈنگ ریڈیو پاکستان کو فراہم کی گئیں۔

انجمن خدّام القرآن اغراض و مقاصد

انجمن خدّام القرآن
سندھ، کراچی، رجسٹرڈ

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے قیام کا مقصد و منبع ایمان اور سرچشمۂ یقین قرآن حکیم کے علم و حکمت کی وسیع پیمانے اور اعلیٰ علمی سطح پر تشہیر و اشاعت ہے۔ تاکہ اُمت مسلمہ کے فہیم عناصر میں تجدید ایمان کی ایک عمومی تحریک برپا ہوجائے اور اس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور غلبۂ دینِ حق کے دورِ ثانی کی راہ ہموار ہوسکے۔

انجمن خدّام القرآن سندھ، کراچی کے اغراض و مقاصد:

☆ عربی زبان کی تعلیم و ترویج۔

☆ قرآن مجید کے مطالعے کی عام ترغیب و تشویق۔

☆ علومِ قرآنی کی عمومی نشر و اشاعت۔

☆ ایسے نوجوانوں کی مناسب تعلیم و تربیت جو تعلّم و تعلیمِ قرآن کو اپنا مقصدِ زندگی بنالیں، اور

☆ ایک ایسی قرآن اکیڈمی کا قیام جو قرآنِ حکیم کے فلسفہ و حکمت کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کرسکے۔

☆☆☆

مرکزی دفتر B – 375، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ روڈ، بلاک 6، گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 7 – 34993436 – 021